مصحف

میر احمد نویدؔ

کرم

یا فاطمۃ الزہراؑ

خاص زہراؑ کا عطیہ ہے یہ پروازِ نوید
پر یہ آتی ہے بلندی پر کے جل جانے کے بعد

اللہ رے نوید کی پرواز الامان
تکتے ہیں جبرئیلؑ بھی جس کی اڑان کو

کرم یا علیؑ

علیؑ نے میرے کاسے میں فقیری ڈال دی جس دم
نوید اُس دم مرے دل پر کھلا دستِ خدا کیا ہے

حیدری یم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علیؑ ہستم
پیشوائے تمام رندانم
کہ سگِ کوئے شیرِ یزدانم
من غیرِ علیؑ نہ دانستم
علیؑ اللہ از ازل گفتم

حضرت سخی لعل شہباز قلندر کبریا

دعا نگاہ

سخی لعل شہباز قلندرؒ کبریا

اور

سید سخی باوا کریم صدا حسین جلالی قلندری بخاری ہاشمی القرشی

اسی کرم نے مجھے مست کر دیا ہے نویدؔ
کرم جو حال پہ میرے صداؒ حسین کا ہے

انتساب

اپنے والدِ بزرگوار عابدِ شب زندہ دار

سید غلام الثقلین جعفری

اور

اپنی والدۂ ماجدہ

سیدہ بیگم زیدی کے نام

ترتیب

جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ حد میں ہے نہ عدد میں ہے
نہ ازل میں ہے نہ ابد میں ہے
نہ قبول میں نہ وہ رد میں ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ زماں میں ہے نہ مکاں میں ہے
نہ نہاں میں ہے نہ عیاں میں ہے
وہ نہیں میں ہے نہ وہ ہاں میں ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ لا میں ہے نہ وہ شے میں ہے
نہ وہ نے میں ہے نہ وہ لَے میں ہے
وہ "نہیں" میں ہے نہ وہ "ہے" میں ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ کیوں میں ہے نہ وہ کیا میں ہے
نہ خلا میں ہے نہ ملا میں ہے
نہ فنا میں ہے نہ بقا میں ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ عدم میں ہے نہ وجود میں
نہ غیاب میں نہ شہود میں
نہ وہ نیست میں نہ وہ بُود میں
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ حدوث ہے نہ قدیم ہے
نہ الف نہ لام نہ میم ہے
نہ ہے منقسم نہ قسیم ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ بَرا ہے وہ نہ وَرا ہے وہ
نہ بجا ہے وہ نہ جُدا ہے وہ
نہ سکوت ہے نہ صدا ہے وہ
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ مکاں ہے وہ نہ مکیں ہے وہ
نہ فلک ہے وہ نہ زمیں ہے وہ
تو سنو نہیں بھی نہیں ہے وہ
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ خفی ہے وہ نہ جلی ہے وہ
کہ ہر اک صفت سے بری ہے وہ
تو سنو نوید وہی ہے وہ
جسے میرے دل نے خدا کہا
جسے میرے دل نے خدا کہا

اُس کو ادراک نہیں پا سکتا

اتنا آخر ہے کہ جیسے اول
اتنا اول ہے کہ جیسے آخر
اتنا حاضر ہے کہ جیسے غائب
اتنا غائب ہے کہ جیسے حاضر

اتنا امکاں ہے کہ جیسے موجود
اتنا موجود کہ جیسے امکاں
اتنا پنہاں ہے کہ جیسے پیدا
اتنا پیدا ہے کہ جیسے پنہاں

اتنا ممکن ہے کہ جیسے واجب
اتنا واجب ہے کہ جیسے ممکن
اتنا باطن ہے کہ جیسے ظاہر
اتنا ظاہر ہے کہ جیسے باطن

وہ کسی حد میں نہیں آسکتا
اس کو ادراک نہیں پاسکتا

دلیل سے پہلے

نہ عدل ہے نہ ہے عادل عدیل سے پہلے
مثال جیسے نہیں ہے مثیل سے پہلے

خدا جو کفر پہ بعدِ دلیل بھی نہ کھلا
خدا کو آ گیا لے کر دلیل سے پہلے

خدا ہے کیا کہ خدا کا مقدمہ کیا ہے
کھلے تو کیسے گواہ و وکیل سے پہلے

وہ کیا بغیر محمدؐ خدا کو دیکھیں گے
جو اصل دیکھ نہ پائے اصیل سے پہلے

شہودِ ذات صفت کے وجود ہی سے کھلا
کہ تم جمال کو سمجھو جمیل سے پہلے

نویدِ ذات خدا ہے دلیل میں مستور
نہ بعد میں ہے نہ ہے وہ دلیل سے پہلے

درود

ہے اسم ہائے الٰہی میں بند رازِ درود
جوازِ ذاتِ خداوند ہے جوازِ درود

قیامِ عشق، رکوعِ مکاں، سجودِ زماں
نہیں کچھ اور اگر ہے تو بس نمازِ درود

وہ آپ بھی ہے مصلّے پہ کائنات کے ساتھ
خدا نے ایسی بچھائی ہے جانمازِ درود

وہ جس کی لے پہ مسلسل ہے ایک نغمۂ کن
وہی تو دستِ خداوند میں ہے سازِ درود

جو سلسلہ متکبر سے ہے شکور تلک
ہے کبریائی کے پردے میں یعنی نازِ درود

درود ہی سے خدا میں خدائی آئی ہے
خدا سے کر ذرا دریافت امتیازِ درود

دوامِ محوِ نظارہ کو چاہیئے دائم
یہی کہ حسنِ خدا آئینہ طرازِ درود

ہے کس کو علم محمدؐ کے اور علیؑ کے سوا
یہ کون ہے پسِ پردہ فسون سازِ درود

نوید اُسے درِ توبہ کے بند و باز سے کیا
گنہ سے دور ہی رہتا ہے پاکباز درود

وہ تو ہے، وہ میں ہوں

سینے میں جو اک درد سا ہوتا ہے وہ تو ہے
جو درد کی شدت سے بکھرتا ہے وہ میں ہوں

جو باغ کو شبنم سے بھگوتا ہے وہ تو ہے
جو گل کی طرح ڈھل کے نکھرتا ہے وہ میں ہوں

ہر شے میں جو آئینہ پروتا ہے وہ تو ہے
جو آئینہ خانوں میں سنورتا ہے وہ میں ہوں

جنگل کو جو خوشبو سے بھگوتا ہے وہ تو ہے
جنگل سے جو ہر شام گزرتا ہے وہ میں ہوں

داغوں کو میرے دل سے جو دھوتا ہے وہ تو ہے
داغوں کی تمنا میں جو مرتا ہے وہ میں ہوں

مجھ دل کو جو رنگوں میں ڈبوتا ہے وہ تو ہے
جو ڈوب کے رنگوں میں ابھرتا ہے وہ میں ہوں

مٹی میں جو دریا کو ڈبوتا ہے وہ تو ہے
مٹی سے جو قطرہ سا نکھرتا ہے وہ میں ہوں

مجھ خاک میں اک تخم جو بوتا ہے وہ تو ہے
سایہ سا سرِ دہر جو کرتا ہے وہ میں ہوں

جو تھا، وہ جو ہوتا ہے، جو ہوتا ہے، وہ تو ہے
ہونے کے دکھوں سے جو گزرتا ہے وہ میں ہوں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں اگر چہرہ محمدؐ آئینہ قرآن ہے
یعنی یہ قلب محمدؐ کی صدا قرآن ہے

اے خدا! ذاتِ محمدؐ ہے یہ قرآں کی جگہ
یا محمدؐ کی جگہ رکھا ہوا قرآن ہے

اے محمدؐ آپؐ سے جو ہوگیا سنت ہے وہ
اے محمدؐ آپؐ نے جو کہہ دیا قرآن ہے

اب جسے چاہے اسے توفیقِ اقراء دے خدا
ویسے تو ہر قلب پر لکھا ہوا قرآن ہے

ہے محمدؐ ناطق و صامت کی یکجائی کا نام
ان کا چپ رہنا کتاب اور بولنا قرآن ہے

اول و نا، اوسط و نا، آخر و نا، کل و نا
از محمدؐ تا محمدؐ رو نما قرآن ہے

بائے بسم اللہ کے نقطے میں ہے مستور کون
یعنی جس نقطے میں سب سمٹا ہوا قرآن ہے

قل سے تا اقراء قصیدہ ہے محمدؐ کا نوید
پوچھتے کیا ہو یہ تم مجھ سے کہ کیا قرآن ہے

محمدؐ اور تنہائی

بس کہ تنہائی سے ہوتا ہے محمدؐ کا ظہور
جس کا قامت حدِ امکاں ہے اسی قد کا ظہور

جس کے ہونے سے چمک مہر میں اشیاء میں ہے رنگ
معدنِ حق کے اسی لعل و زبر جد کا ظہور

جس کی تنہائی سے یہ انجمن آباد ہوئی
جس کی تنہائی میں گم ساعتِ ایجاد ہوئی

-پوچھے مندوب اللہ سے کوئی لا کی تنہائی
جس پہ گزری ہے یہاں کنجِ حرا کی تنہائی

چشم کب ہوگئی دل عشق کو معلوم نہیں
عشق تو جاں پہ سنبھالے تھا بلا کی تنہائی

نہ کوئی ہوش کا عالم تھا نہ مدہوشی تھی
چشم جب دل ہوئی اک راز کی خاموشی تھی

جس کی تنہائی سے پیدا سحر و شام ہوئے
جس کی تنہائی سے سیارے سبک گام ہوئے

جس کی تنہائی کے شعلے میں کچھ ایسی تھی چمک
سامنے آئے مہ و مہر تو وہ خام ہوئے

جس کے ہونے سے ادا گُل میں نوا بلبل میں
جس کے ہونے سے ہے رَو عالمِ جزو و کُل میں

جس کی تنہائی کا انجام نہ کوئی آغاز
جس کی تنہائی کا کھولا نہ گیا عقل سے راز

جس کی تنہائی انا الحق کا ہے نعرۂ مست
کیسے پہنچے گا بھلا اس کی حقیقت کو مجاز

جس کی تنہائی کو تنہائی نہیں پا سکتی
ڈوب جائے بھی تو کیا تہہ تو نہیں لا سکتی

جس کی تنہائی کا عالم وہ یمِ لا محدود
اک سِرا جس کا عدم ایک سِرا جس کا وجود

اصل تنہائی کا اک نکتہ ہے جس کی تنہائی
جس کی تنہائی میں گم شاہد و مشہود و شہود

جس کی تنہائی ہے فصل کی کوئی نہیں حد
اک سِرا جس کا ازل ایک سِرا جس کا ابد

جس کی تنہائی ہے ہنگامۂ بزمِ امکاں
جس کی تنہائی ہے یاں محرمِ صد رازِ نہاں

ایک مرکز پہ دل و ذہن کو لانے کے لئے
جس کی تنہائی نے دی ذات کے کعبے میں اذاں

جس کی تنہائی پہ یاں سورۂ کوثر اُترا
جیسا تھا حسنِ صدف ویسا ہی گوہر اُترا

جس کی تنہائی پہ تنہائی کا عالم ہے تمام
جس کی تنہائی بنی حامل وحی و الہام

دست بستہ رہا تنہائی میں جس کی سورج
جس کی تنہائی کے دربار میں حاضر رہی شام

جس کی تنہائی سے گردش میں زمیں ہے ہر دم
مہر کو جس جگہ ہونا تھا وہیں ہے ہر دم

جس نے جھیلی ہے اکیلے یہاں سب کی تنہائی
حرف کی نطق کی آواز کی لب کی تنہائی

جس کی تنہائی پہ بس ختم ہے تنہائی کا بار
جس کی تنہائی کے آگے تو ہے رب کی تنہائی

جس کی تنہائی کہ ہونے کی خبر سے گزری
شام سے جلتی ہوئی آئی سحر سے گزری

جس کی تنہائی کا عالم نہیں اشیاء سے عیاں
لالہ و گل سے نہ ہی وسعتِ صحرا سے عیاں

جس کی تنہائی ہے تنہائی در اندر تنہائی
نہ ہی قطرے سے عیاں ہے نہ ہی دریا سے عیاں

جس کی تنہائی ہے یاں چہرۂ تنہائی غیب
کس سے اٹھتا ہے بھلا پردۂ تنہائی غیب

جس کی تنہائی سے برہم ہوئی بزمِ اصنام
جس کی تنہائی بنی قاطعِ تیغِ اوہام

جس کے قدموں کی دھمک سے ہلے ایوانِ کُہن
جس کی ٹھوکر سے گرا تاجِ سرِ کُہنہ نظام

کارواں کے لئے جس نے رہِ نَو تازہ کی
بجھ رہے تھے جو دیئے اُن کی بھی لَو تازہ کی

مُردہ بکری سے جو دے دہر کے ہونے کی مثال
نفی در نفی ہے جس ذات کے اثبات کا حال

جس کی تنہائی نے دیکھی ہے وہ بے معنویت
لا بہ لا گزرا جو ہر منظرِ دنیا سے کمال

دہرِ بے معنٰی سے پیدا کیے معنی جس نے
بہرِ اثباتِ الٰہ پہلے کہا "لا" جس نے

خدا میں "تو"

یہ خاص دن ہے مئے عام دے کے ٹال نہیں
ترے جواب سے باہر مرا سوال نہیں

کھُلا ہے ایسے خدا تجھ میں اور خدا میں تو
جُدا کہوں تو میں کیسے مری مجال نہیں

جو تو نہ ہوتا خدا جلوہ گر کہاں ہوتا
یہ ذات کا ہے صفت کا کوئی کمال نہیں

تری ثناء میں کروں کیا کہ میں خدا نہ علی
ترے مقام کو پہنچوں یہ میرا حال نہیں

کبھی خدا، کبھی بندہ، کبھی صفت، کبھی ذات
مرے گمان میں آئے تو وہ خیال نہیں

کیا ہے کس نے یہ فرقِ حدیث و آیت و قول
سوائے وحی ترا جب کوئی مقال نہیں

نویدؔ نام میں لوں اُن کا اور خدا سے جُدا
یہ میری تاب نہیں یہ مری مجال نہیں

حیرت ہے

یہ حیرت میں ہے آئینہ کہ آئینے میں حیرت ہے
جو اس وحدت میں کثرت ہے جو اس کثرت میں وحدت ہے

تجھے معراج پر حیرت ہے اے واعظ محمدؐ کی
مجھے ان کے زمیں پر آن کر رہنے پہ حیرت ہے

جب اللہ اور محمدؐ اور علیؑ تینوں ولی ٹھہرے
یہی جانیں تو جانیں بس کسے کس پر فضیلت ہے

یہ ترتیب زمانی ہے نہ ترتیب مکانی ہے
یہ پہلے بعد کی باتیں تو واعظ کی خباثت ہے

شہادت دونوں ولیوں کی ہے بس اللہ کو کافی
جو رٹ ہے اشہد انا کی واعظ کی خباثت ہے

فاطمہؑ

وہ فاطمہؑ ہے وہ تجسیمِ کبریائی ہے
صفت خدا کی جس ایک ذات میں سمائی ہے

وہی احد کی ہے واحد وہی تو فاطمہؑ ہے
خدا نے جس میں کہ وحدانیت چھپائی ہے

وہی ہے فاطرِ افلاک و فاطرِ ولارض
اسی کے صدقے میں آدمؑ نے روح پائی ہے

حیات اسی نے کی طبقات کے تئیں تقسیم
ہر ایک طبقے میں پھر زندگی بسائی ہے

اُسی نے خاک کی تہہ پر بچھایا ہے پانی
بچھا کے پانی پھر اُس نے ہوا اُڑھائی ہے

وہی صداقتِ ھا ہے وہی صداقتِ ھو
اُسی نے نقطۂ با پر کشش بنائی ہے

اُسی کی شان میں ہے بابِ إِنَّا انزلنا
وہی شبوں میں شبِ قدر بن کے آئی ہے

اُسی کا اذن ہے اقراء اُسی کا اذن ہے قل
وہی تو آیتِ کبرا کی رونمائی ہے

زمیں پہ جس نے ولی و نبی اتارے تھے
خدا کی شکل میں اب خود اُتر کے آئی ہے

وہی تو مرکزِ تطہیرِ پنجتن ہے توٗید
اُسی کی ذات میں عصمت سِمٹ کے آئی ہے

فاطمہؑ

آج کے دن ہوا وہ نورِ ظہور جس سے خیر النساء کی ذات بنی
آج کے دن صدائے کُن گونجی آج کے دن یہ کائنات بنی

آج پیدا ہوئے مظاہر سب کنزِ مخفی ہوا ہے ظاہر سب
آج تک نورِ بے صفت تھی جو ذات آج مجموعۂ صفات بنی

آج پیدا ہوا ہے "میں" سے "تو" آج پیدا ہوئے۔ یہ ھا اور ھو
گونج اٹھا لا الہ الا ھو شکلِ آیاتِ بینات بنی

آج کے دن بنے یہ لوح و قلم آج کے دن بنے یہ کرسی و عرش
آج وحدت کو مل گئی کثرت اِک تجلی تجلیات بنی

آج تخلیقِ جبرئیل ہوئی آج تکمیل ہر دلیل ہوئی
آج کا دن بہت مبارک ہے آج کے دن رو نجات بنی

آج کے دن ہوا یہ کن فیکوں آج کے دن بنے برون و دروں
آج کے دن بنے وجود و عدم آج یہ دن بنا یہ رات بنی

آج کے دن بنے زمین و زماں آج کے دن بنے مکین و مکاں
آج کے دن وجودِ خلق ہوا آج کے دن ہی یہ حیات بنی

آج پیدا ہوئے یہ بحر و بر آج پیدا ہوئے یہ خشک و تر
آج پیدا ہوئے یہ آب و غذا آج یہ صورتِ ثبات بنی

آج پیدا ہوئے فنا و بقا آج پیدا ہوئے سکوت و صدا
آج شکلِ نمودِ صبح و مساء نورِ ظاہر کے ساتھ ساتھ بنی

آج پیدا ہوا یہ عالم امر آج پیدا ہوا یہ عالم روح
آج یہ واجب و وجوب بنے آج یہ شکلِ ممکنات بنی

آج تخلیقِ علم کا دن ہے آج تخلیقِ عقل کا دن ہے
آج کے دن یہی کہوں گا تو یہ آج کے دن خدا کی بات بنی

فاطمۃ

جو پوچھیے کہ کیا ہے فاطمۃ
کرم کی انتہاء ہے فاطمۃ
حجاب کبریائی ہے
کسی کو کب رسائی ہے
کہ پردۂ خدا ہے فاطمۃ
وہ قابلِ درود ہے وہ شاملِ درود ہے
وہ داخلِ درود ہے وہ کاملِ درود ہے
وہ حاملِ درود ہے وہ حاصلِ درود ہے
کہ مرکزِ کساء ہے فاطمۃ

وہ منبعِ شہود ہے شہود کا وجود ہے
نزول ہے درود ہے خدا کا تار و پود ہے
سلام ہے قیام ہے رکوع ہے سجود ہے
کہ سجدۂ خدا ہے فاطمہؑ

وہ قول ہے مقالہ ہے وہ معدن الرسالۃ ہے
علیؑ کی ہم نوالہ ہے علیؑ کی ہم پیالہ ہے
حسینؑ کا حوالہ ہے حسنؑ کو جس نے پالا ہے
وہی تو باخدا ہے فاطمہؑ

وہ اولین نور ہے صفات کا ظہور ہے
غیاب کا حضور ہے خدا کا جو غرور ہے
جو طاہرہ ہے طیبہ کہ رجس جس سے دور ہے
وہ پاک سیدہ ہے فاطمہؑ

وہ جلوۂ غیاب ہے وہ نور کی کتاب ہے
خدا کا وہ حجاب ہے خدا کا وہ نقاب ہے
کہ جز نبیؐ و جز علیؑ کہاں کسی کو تاب ہے
خدا کا آئینہ ہے فاطمہؑ

جو پنجتن سمٹ گئے تو ایک ذات بن گئی
وہ ایک ذات پھیل کر یہ کائنات بن گئی
نبیؐ کی بات بن گئی علیؑ کی بات بن گئی
پتا چلا کہ کیا ہے فاطمہؑ

رسالتیں، ولایتیں، امامتیں، ہدایتیں
شرافتیں، نجابتیں، طہارتیں، شہادتیں
عبادتیں، ریاضتیں، کرامتیں، صداقتیں
انہی کا تو سرا ہے فاطمہؑ

وہ کنزِ مرسلیں نوید، صحیفۂ مبیں نوید
ہے دین کی امیں نوید، دیا اسی نے دیں نوید
کہوں گا بالیقین نوید، خدا تو وہ نہیں نوید
خدا سے کب جدا ہے فاطمہؑ

وہ فاطمہؑ ہے

وہ فاطمہؑ ہے وہی آیتوں کی آیت ہے
وہ بالغہ ہے وہی حجتوں کی حجت ہے

مقامِ نعمتِ تامّ سے تابہ دستِ نعیم
وہ سیدہ ہے وہی نعمتوں کی نعمت ہے

مقامِ سرمدی سے تابہ عالمِ لاہوت
وہ قدسیہ ہے وہی جلوتوں کی جلوت ہے

مقامِ بالا کی رفعت ہے تا مقامِ بلند
وہ طیبہ ہے وہی رحمتوں کی رحمت ہے

مقامِ کُن کے تحیّر سے تادمِ فیہ کون
وہ ضامنہ ہے وہی قدرتوں کی قدرت ہے

مقامِ طیب و طاہر سے تا مقامِ طہور
وہ طاہرہ ہے وہی عصمتوں کی عصمت ہے

مقامِ امرِ شفاعت سے تا بدستِ شفا
وہ عالمہ ہے وہی حکمتوں کی حکمت ہے

مقامِ چشمِ تحیّر سے تا بہ حیرتِ دید
وہ کاملہ ہے وہی حیرتوں کی حیرت ہے

مقامِ حاضر و ناظر سے تا مقامِ حضور
وہ راضیہ ہے وہی غایتوں کی غایت ہے

مقامِ غیبتِ صغرا سے تا دمِ کبرا
وہ غیبیہ ہے وہی غیبتوں کی غیبت ہے

مقامِ قائم و دائم سے تا ہمیش و دوام
وہ قائمہ ہے وہی عظمتوں کی عظمت ہے

مقامِ نسبتِ تسلیم سے بہ حدِ رضا
وہ مرضیہ ہے وہی نسبتوں کی نسبت ہے

مقامِ کثرتِ جلوہ سے تا دمِ وحدت
وہ ذاکیہ ہے وہی وحدتوں کی وحدت ہے

حضور اس کے دعا میری مستجاب نوید
وہ عالمہ ہے وہی نیتوں کی نیت ہے

فاطمہؑ باپ کی ماں

فاطمہؑ باپ کی ماں بن کے جو سرورؐ کو ملی
معنی کوثر کو رسالتؐ کہ پیمبر کو ملی

صدقۂ فاطمہؑ و سیدہ و طاہرہ ہے
وہ فضیلت کہ جو تطہیر کی چادر کو ملی

وہ فصاحت وہ بلاغت ہے لسانِ زہراؑ
جو سلونی کی زباں میں لبِ حیدرؑ کو ملی

اپنی مرضی جو علیؑ نے شبِ ہجرت بیچی
فاطمہؑ اس کا صلہ تھی کہ جو حیدرؑ کو ملی

جس کا ظاہر ہے علیؑ فاطمہؑ ہے جس کا حجاب
یہی توحید ہے جو جلوۂ داور کو ملی

سجدہ اس در پہ ہے بس منزلِ سدرہ کا سفر
منزلت عرشِ خدا کی ہے جو اس در کو ملی

جس میں اللہ کا چہرہ نظر آتا ہے توحید
عشقِ حیدرؑ کی وہی مے مرے ساغر کو ملی

فاطمہؑ کا ہے

کیا مجھ سے پوچھتے ہو یہ تم کیا خدا کا ہے
جس سے خدا ہے وہ سب فاطمہؑ کا ہے

کوئی نبی ہے کوئی ولی کوئی امام
صدقہ یہ تیری اوڑھنے والی کساء کا ہے

منبر نہ دیکھ دیکھ سلونی کی پشت پر
پشتِ علیؑ پہ ہاتھ کہ جو سیّدہ کا ہے

مانا کہ وہ علیؑ و محمدؐ کی ہے بنا
وہ راز بھی تو کھول جو تیری بنا کا ہے

زہرا کا ہاتھ تھامے ہوئے ہے علیؑ کا ہاتھ
یہ ہے کمک جو زور پہ لافتیٰ کا ہے

اللہ کو نبی کو ولی کو امام کو
جو کچھ جسے ملا ہے دیا سیدہ کا ہے

اک پل میں جو شہود ہے اک پل میں جو وجود
وہ سرمدی نشاں ترے نعلینِ پا کا ہے

پردہ بنا ہے جس کے لیے گریۂ علیؑ
وہ آہ سیدہؑ کی وہ غم سیدہؑ کا ہے

محفلِ قبولیت پہ ہے بس ہاتھ اُٹھا توٓید
یہ وقت داد کا تو نہیں ہے دعا کا ہے

درِ فاطمہؑ کا ہے

تاجِ کساء ہے جس پہ وہ سر فاطمہؑ کا ہے
کھلتا ہے لامکاں میں جو در فاطمہؑ کا ہے

وہ معدنِ رسالہ ہے کنزِ ولایہ ہے
او بے خبر جہانِ خبر فاطمہؑ کا ہے

ہے عرش پہ جو سرحد و لاہوت و لا مکاں
یعنی وہی زمین پہ گھر فاطمہؑ کا ہے

جس در کی نقل ہے درِ کعبہ حقیقتاً
وہ عالمِ خیال میں در فاطمہؑ کا ہے

وحدت ہے جس کا تخم تو کثرت ہیں برگ و گل
عصمت ہے جس کا پھل وہ شجر فاطمہؑ کا ہے

جلتے ہی جا رہے ہیں سرِ لا مکاں چراغ
کہتی ہے یہ روش کہ گزر فاطمہؑ کا ہے

بس اک ہمیشگی ہے ہمیشہ سے تا ہمیش
اک جلوۂ دگر بہ دگر فاطمہؑ کا ہے

جس نے سہا خدا کی جگہ پر خدا کا دکھ
وہ دل ہے فاطمہؑ کا جگر فاطمہؑ کا ہے

جو خون رو رہی ہے بھری آنکھ ہے تو یہ
رومال ہو رہا ہے جو تر فاطمہؑ کا ہے

وحدت ہے فاطمہؑ

کثرت میں جو نہاں ہے وہ وحدت ہے فاطمہؑ
جس جا خدا ہے وہم، حقیقت ہے فاطمہؑ

وہ لا وجود جس میں چھپا ہے ہر اک وجود
یعنی ہر اک شہود کی غیبت ہے فاطمہ

یعنی وہ جلوہ گر ہے پسِ پردۂ علیؑ
یعنی علیؑ ہے علم تو حکمت ہے فاطمہؑ

ذات و صفت سے ہوتا ہے توحید کا ظہور
یعنی اَحد ہے وہ احدیت ہے فاطمہؑ

ہے اس میں اصل جوہر وحدت چھپا ہوا
یعنی خدا ہے آئنہ حیرت ہے فاطمہؑ

کیا ڈھونڈتے ہو ہے میں کہ "ہے" میں "نہیں" ہے وہ
گم ہے "نہیں" میں جو وہ حقیقت ہے فاطمہؑ

ہر رشتہ ہائے محبت و محبوب کی قسم
محبت کے واسطے ہے جو محبت ہے فاطمہؑ

طاہر کرے وہ چاہے جسے رجز کر کے دور
وہ مستقیم راہِ طہارت ہے فاطمہؑ

یعنی خدا نہاں ہے اسی ذات میں نوید
جلوت ہے جو خدا کی وہ خلوت ہے فاطمہؑ

عمراں کا قصیدہ ہے

امکانِ شہود اپنا یوں غیب سے ملتا ہے
اللہ کو سوچا ہے عمران کو دیکھا ہے

جو وجد میں لکھا ہے کیا جانئے وہ کیا ہے
ہے حمد خدا کی یا عمراں کا قصیدہ ہے

رستا ہے کہ منزل ہے، منزل ہے کہ رستا ہے
اللہ کو ڈھونڈا ہے عمران کو پایا ہے

اللہ جو پنہاں ہے اللہ جو پیدا ہے
یہ اُس سے ہی ظاہر ہیں وہ اِن سے ہویدا ہے

جب یہ ہیں حجاب اُس کا اور وہ ہے حجاب ان کا
پھر کون یہ سمجھے گا یہ کون ہیں وہ کیا ہے

میں علی کو خدا نہیں کہتا

ہے راز جو اسے سینے میں تھام کر رکھو
اگر ہو مست الست اس کو برملا نہ کہو
بس اس لئے میں علی کو خدا نہیں کہتا
کہ خود علی نے کہا ہے مجھے خدا نہ کہو

علی

زمیں زمیں زماں زماں مکاں مکاں گلی گلی
خدا کو ڈھونڈتا تھا میں کہ مل گئے مجھے علی

صفت خفی کی ہے جلی ، جلی کی ذات ہے خفی
خدا ہے ذات علی صفت خدا خفی علی جلی

صفت سے آگے جائے کون کہ تابِ ذات لائے کون
علی پہ آ کے رُک گئی خدا کی بات جب چلی

جو یہ ملیں تو بندگی نہ مل سکیں تو کافری
نفس کا اِک سِرا خودی نفس کا اِک سِرا علی

"نہیں" "میں" "ہے" "نہیں ہے کیا کہ" "ہے" "میں کیا" "نہیں"، "نہیں
سو "ہے" سے پہلے ہے علی "نہیں" سے پہلے ہے علی

قلندری ملی مجھے ابوذری ملی مجھے
علی کی خاکِ پا نوید میں نے منہ پہ کیا ملی

علی علی کرنا

گلی گلی ہمیں جانا علی علی کرنا
کہیں بھی کرنا ٹھکانہ علی علی کرنا

ہمیں اندھیرے سے کیا ہے کہ یہ رہے نہ رہے
ہمیں چراغ جلانا علی علی کرنا

ہمیں غرض ہی نہیں ہے کوئی سُنے نہ سُنے
ہمیں تو سنکھ بجانا علی علی کرنا

نکل کے ماضی و فردا و حال سے باہر
بھلے ہو کوئی زمانہ علی علی کرنا

خوش آگیا ہے جہاں کو قلندرانہ مزاج
ہمارا وجد میں آنا علی علی کرنا

تعبیرِ حسنؐ

خواب نے دیکھی ہے کچھ اس طرح تعبیرِ حسنؐ
آ گیا ہے خود مصور بن کے تصویرِ حسنؐ

قطع کی جس نے زبانِ چرب ساماں کی دلیل
خامشی سمجھو تو جانو کیا ہے تقریرِ حسنؐ

صلح نامہ جنگ کا یا فتح کا سرنامہ ہے
روزِ محشر ہی کھلے گا کیا تھی تحریرِ حسنؐ

تجھ کو کیا معلوم اے ظالم درازِ اختیار
پاؤں میں تیرے بندھی ہے دیکھ زنجیرِ حسن

ہر قیامت ظلم کی قسمت تڑپنا ہے نوید
صلح کی فتراک میں ہے قید نخچیرِ حسن

ہائے حسینؑ

تیری دنیا سے اے خدائے حسینؑ
کچھ نہیں چاہیے سوائے حسینؑ

جانے کرتا تھا کیا بیاں مجھ کو
رہ گیا کہہ کے صرف ہائے حسینؑ

کس نے سمجھا ہے رازِ الا اللہ
کس کو معلوم ہے بتائے حسینؑ

کیوں نہ ہو مجھ کو تابِ نظارہ
میرا سرمہ ہے خاکِ پائے حسینؑ

کر رہا ہوں صلوٰۃِ عشق ادا
میرا کعبہ ہے کربلائے حسینؑ

نفس جس کو ہنکائے رکھتا ہے
وہ کہاں اور کہاں رضائے حسینؑ

نذرِ اللہ اور نیازِ علیؑ
دے رہا ہے صدا گدائے حسینؑ

ہے کسے عشق پہ اختیار نوید
کس نے دیکھی ہے ابتدائے حسینؑ

قیوم حسینؑ

عشق کی حد نہ معلوم کا معلوم حسینؑ
عشق وہ راز ہے جس راز کا مکتوم حسینؑ

لوحِ محفوظ ہے یا عرشِ الٰہی ہے یہ دل
یہی کافی ہے کہ اس دل پہ ہے مرقوم حسینؑ

کیا کہوں کب سے ہے برپا فیہ کوں کی لے میں
بزمِ کُن میں تیرا ماتم مرے مظلوم حسینؑ

دل دھڑکتا ہے کہ بجتی ہے یہ نوبت تیری
تو وہ حاکم ہے یہ دل جس کا ہے محکوم حسینؑ

بے نیازی کو مرے عشق کی دے بے خطری
کر مجھے عشق پہ قائم برے قیوم حسینؑ

ذبح کرنے کے لئے حرص و ہوا کفر و شرک
ذبح ہونے کے لئے ایک ہی حلقوم حسینؑ

بے نیاز حسینؑ

ہر اک پہ کیسے کھلے ہے خدا کا راز حسینؑ
مراد جس سے حقیقت ہے وہ مجاز حسینؑ

اس ایک سجدۂ بنیادِ لا الہٰ کی قسم
خدا کی ساری خدائی کا ہے جواز حسینؑ

سما گیا قدِ توحید جس کے قامت میں
وہ قلزمِ خودی و قامتِ دراز حسینؑ

طواف جس کا کرے قبلۂ حرم وہ حریم
جسے نماز کرے سجدہ وہ نماز حسینؑ

یہی کہ آئینۂ انعکاسِ نورِ خدا
یہی کہ نورِ خدا کا ہے ارتکاز حسینؑ

سوال پہ ہوں خدا و نبیؐ جہاں خاموش
عطا کرے جسے جو چاہے بے نیاز حسینؑ

وہ کبریائی معبود کا ہے کبر نوید
کہ بے نیازی معبود کا ہے ناز حسینؑ

حسینؑ شافی حسینؑ کافی

حسینؑ شافی حسینؑ کافی حسینؑ کا اسم ہر شفا ہے
حسینؑ ازل ہے حسینؑ ابد ہے وہ ابتداء ہے وہ انتہاء ہے

سمجھ کے واجب خدا بھی تجھ پر درود و تسبیح کر رہا ہے
حسینؑ تو نے جو کر کے سجدۂ خدا، خدا کو بنا دیا ہے

بنا کے ابرو بنا کے پلکیں بنا کے چہرہ بنا کے آنکھیں
خدا نے خود کو ہے جس میں دیکھا حسینؑ ہی تو وہ آئینہ ہے

رسولؐ ناقہ مہار زلفیں سواری دیکھیں سوار دیکھیں
رخِ نبوت اُدھر ہی ہوگا حسینؑ تیری جدھر رضا ہے

کسی نے اس میں وجود دیکھا کسی نے اس میں شہود پایا
ترا جلایا ہوا دیا ہے جو اس سرائے میں جل رہا ہے

کلام کا یہ دوام سارا رکوع و سجدہ قیام سارا
نوید کا یہ نظام سارا حسینؑ سرکار کی عطا ہے

مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی شہید معتبر مگر حسینؑ ایک ہے
بلند ہیں سبھی کے سر مگر حسینؑ ایک ہے

ہیں سب کے سب حسین تر ہیں سب کے سب مہ و قمر
سبھی ہیں مرکزِ نظر مگر حسینؑ ایک ہیں

کھلا ہوا ہر اک کا در ہر اک دعا ہر اک اثر
سخی ہے یوں تو گھر کا گھر مگر حسینؑ ایک ہے

ہیں حق نگاہ و حق نگر جری دلیر شیر نر
سبھی گرے ہیں موت پر مگر حسینؑ ایک ہیں

ہے کوئی علم کا نگر تو کوئی اس نگر کا در
ہے منتخب یہ گھر کا گھر مگر حسینؑ ایک ہے

لٹا نہیں ہے کس کا گھر کٹا نہیں ہے کس کا سر
سبھی ہیں خوں میں تر بہ تر مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی ہیں حق سے باخبر سبھی ہیں دین کی سپر
سبھی ہیں اس محاذ پر مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی یزید در بہ در ہوئے ہیں خاک سر بہ سر
لکھا ہے اب بھی عرش پر مگر حسینؑ ایک ہے

نوید سارے بحر و بر نوید سارے خشک و تر
یہ کہہ رہے ہیں نوحہ گر مگر حسینؑ ایک ہے

لا الٰہ الا اللہ

حسینؑ قلب ہے جاں لا الٰہ الا اللہ
جہاں حسینؑ وہاں لا الٰہ الا اللہ

ترے ہی ''لا'' نے کیا ہے ''الٰہ'' کو قائم
تری ''نہیں'' سے ہے ہاں لا الٰہ الا اللہ

وہ استغاثہ جو حرفِ اذاں کی گونج میں ہے
وہ ہے اذاں کی اذاں لا الٰہ الا اللہ

زبانِ خشک سے وہ نفسِ مطمئن کا خطاب
اور اس پہ طرزِ بیاں لا الٰہ الا اللہ

کھلا ہوا ہے یہ پرچم کراں سے تابہ کراں
کراں سے تابہ کراں لا الٰہ الا اللہ

زبانِ خشک پہ ہر لمحہ ہے حسینؑ حسینؑ
اسی سے تر ہے زباں لا الٰہ الا اللہ

سنو کہ حلقِ بریدہ سے نفسِ قرآں نے
کہا بہ نوکِ سناں لا الٰہ الا اللہ

صدائے حلقِ بُریدہ پہ دم بہ دم لبیک
ہجومِ نعرہ زناں لا الٰہ الا اللہ

ہُوا کرے ہے جو بت گر سیاستِ ابلیس
ہے ضربِ بُت شکناں لا الٰہ الا اللہ

ہوئے زمان و مکاں عشق گریہ ناک میں غرق
ہے سیلِ اشکِ رواں لا الٰہ الا اللہ

لکھا ہوا ہے پھریرے پہ جس کے نامِ حسینؑ
نوید ہے وہ نشاں لا الٰہ الا اللہ

لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہے اَحَدِ لم یلد ولم یولد
حسینؑ ہے صمدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ جلوہ نما لا سے تا بہ الا اللہ
حسینؑ ہے سِرِّ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی ہے گلِ الا الٰہ الا اللہ
حسینؑ ہے سِرِّ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہے ازلِ کائنات کُن فیہ کون
حسینؑ ہے لبِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی سے تو ممکن ہوا شمارِ صفات
حسینؑ ہے عددِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ نور فشاں ہے اَحد سے تا بہ صَمد
حسینؑ ہے جسدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی ہے وجود و عدم کا طول و عمود
حسینؑ ہے بلدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ خالقِ ہر نفسِ مطمئنہ ہے
حسینؑ ہے مددِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ عصر کی کھائی ہوئی قسم کی قسم
حسینؑ تا بہ عہدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ معرفتِ حق کی انتہاء ہے توحید
حسینؑ ہے خردِ لم یلد و لم یولد

نکتۂ صد معنی حسینؑ

آئینہ گرد ہے کہ وہ حیرت کہاں سے لائے
اب ڈھونڈ کر حسینؑ سی صورت کہاں سے لائے

وہ جو لہو کا نقشِ بلاغت ہے خاک پہ
اللہ! کوئی ایسی عبارت کہاں سے لائے

دل نے کہا حسینؑ الا اللہ کہہ دیا
اب اس سے بڑھ کے کوئی شہادت کہاں سے لائے

یہ آنکھ خواب میں بھی نہ کیوں بند ہی رہے
حسرت ہو لاکھ تابِ زیارت کہاں سے لائے

کھل جائے جس پہ نکتۂ صد معنیِ حسینؑ
وہ آنکھ تاب لانے کی ہمت کہاں سے لائے

گو چل رہا ہے بستر مدحت پہ تیز تیز
خامہ انیسؔ جیسی فصاحت کہاں سے لائے

بجائے اللہ کہیں اس کو

وہ بے نیامِ غضب سیف لا کہیں اُس کو
کہو کہ بجائے اللہ کہیں اُس کو

نبی دعائے براہیمؑ سے ہیں افضلِ خلق
جو ہو نبیؐ کی دُعا ہائے کیا کہیں اُس کو

لرز رہا ہے مژہ پہ جو ایک قطرۂ اشک
کہو کہ شافعِ روزِ جزاء کہیں اُس کو

وہ ایک مظہرِ تیغ و گلو و نیزہ و دل
جہاں بھی آئے نظر کربلا کہیں اُس کو

کچھ اتنا سہل نہیں اس کے نقشِ پا پہ خرام
جو دل بدست ہوں وہ پیشوا کہیں اُس کو

وہ جانِ بُود و نبود و دلِ وجود و عدم
سکوتِ ہست میں شورِ بکا کہیں اُس کو

سما سکے نہ اُسے چشم و آئینہ کے حدود
وہ عشق ہے کہ وہ ہے حُسن کیا کہیں اُس کو

ہُوا ہے جنبشِ مژگاں چراغِ جنبشِ چشم
بجا کہو کہ جو دستِ رسا کہیں اُس کو

خدا گواہ کہ اس سے خدا نہیں مقصود
فنا شناس جو غیر از فنا کہیں اُس کو

ہزار خونیں کفن ہیں شہید رنگا رنگ
پر اپنے رنگ میں سب سے جُدا کہیں اُس کو

ہے تیرگی کے مقابل ازل سے تابہ ابد
چراغِ نُور کہ تردِ بلا کہیں اُس کو

وہ زرد روئے سحر سرخ روئے شامِ وصال
خدا کے عشق میں ہاں مبتلا کہیں اُس کو

مصلے کو کر صفِ ماتم

زمانہ سجدۂ شبہؑ میں خدا کے سجدے میں شبہؑ
وہ لا الہ کہیں پہ تو یا حسینؑ ہی کہہ

وہی ہے مالک و مختارِ مرضی داور
خدا سے جو تجھے کہنا ہے وہ حسینؑ سے کہہ

نمازِ عشق مُصلّے کو کر صفِ ماتم
جو یہ قیام نہیں ہے تو کر مُصلّے تہہ

یہ قطرہ قطرہ مری چشمِ عشق سے نہ ٹپک
جو تو لہو ہے تو پھر شہ رگِ گلو سے بہہ

صدا حسینؑ کی آتی ہے کربلا سے نوید
کوئی ہو ظلم پہ چپ تُو مگر خموش نہ رہ

ترے ناز اٹھائے گا حسینؑ

تو محمدؐ کے ترے ناز اٹھائے گا حسینؑ
تیری نعمت کا ہر احسان چکائے گا حسینؑ

میرے نانا کو اگر تو نے کہا ہے محبوب
ربِ اکبر! تجھے محبوب بنائے گا حسینؑ

تُو بھی ہمراہِ رضا بکنے پہ ہو گا مجبور
تجھ پہ خنجر تری قیمت وہ لگائے گا حسینؑ

تجھ سے مانگے گا ہر اک تیرا طلبگار مجھے
ایسے خود کو ترا مطلوب بنائے گا حسینؑ

تیری معراج کے لائق نہیں مقتل کا نشیب
بول! آئے گا اگر تجھ کو بلائے گا حسینؑ

خدا حسینؑ کے ساتھ

یہ کیا سوال کوئی تھا نہ تھا حسینؑ کے ساتھ
ہے جب بہ صورتِ زینبؑ خدا حسینؑ کے ساتھ

وہی زمان و مکاں سے نکل سکا ہے کہ جو
چلا حسینؑ کے ساتھ اور رُکا حسینؑ کے ساتھ

وہی گلا ہے جو کٹ کر بھی دے صدائے الست
وہی ہے سر جو ہو تن سے جدا حسینؑ کے ساتھ

یہ کربلا کا سفر ہے کہ عرش کا ہے سفر
چلے حسینؑ تو خالق چلا حسینؑ کے ساتھ

کہاں کے ماضی و فردا و حال کچھ بھی نہ تھا
مگر وہ ایک زمانہ جو تھا حسینؑ کے ساتھ

بنا ہے خاکِ شفا ہو کے گردِ راہِ حسینؑ
شہیدِ راہِ خدا بن گیا حسینؑ کے ساتھ

خدا ہی بن گیا خود چہرۂ حسینؑ نوید
خدا ہی بن گیا خود آئینہ حسینؑ کے ساتھ

مقامِ محمود کی صدا ہے

صدا جو حلِ من کی آ رہی ہے مقامِ محمود کی صدا ہے
یہ استغاثائے سرمدی ہے سنو! یہ معبود کی صدا ہے

مشاہدہ تو یہ کہہ رہا ہے شہود سے تو یہی ہے ظاہر
گلوئے شاہد سے آنے والی دراصل مشہود کی صدا ہے

یہ عصرِ عاشورِ کربلا ہے کہ تم کو مقتل بلا رہا ہے
صدا یہ معلوم کی صدا ہے سنو یہ موجود کی صدا ہے

ادا ہو مستی میں ایک سجدہ کہاں ہے تُو منتظر ہے جلوہ
یہ کربلا ہے مقامِ سدرہ حسینؑ مسجود کی صدا ہے

جسے یہ تلوار دیکھنا ہو خدا کا دیدار دیکھنا ہو
وہ آئے اپنے لہو میں ڈوبے یہ خون آلود کی صدا ہے

یہ قابَ قوسینِ کربلا ہے بس ایک سجدے کا فاصلہ ہے
یہ سدرۃ المنتہیٰ سے ہر دم حسینؑ معبود کی صدا ہے

صدا پہ چُپ تو نہ رہ جواباً نوید لبیک کہہ جواباً
مقامِ محمود کی صدا ہے مقامِ محمود کی صدا ہے

تسبیح

کبریا حسینؑ مرتضیٰ حسینؑ مجتبیٰ حسینؑ مصطفیٰ حسینؑ
اولیاء حسینؑ اوصیاء حسینؑ انبیاء حسینؑ معجزہ حسینؑ
بے بقاء حسینؑ بے عطا حسینؑ بے صلہ حسینؑ بے جزاء حسینؑ
جو کہا حسینؑ جو سنا حسینؑ جو لکھا حسینؑ جو پڑھا حسینؑ
ابتداء حسینؑ انتہاء حسینؑ لا الٰہ حسینؑ کربلا حسینؑ
کُو بہ کُو حسینؑ سُو بہ سُو حسینؑ، ہُو بہ ہُو حسینؑ رُو بہ رُو حسینؑ
گفتگو حسینؑ آرزو حسینؑ جستجو حسینؑ مَیں کا تُو حسینؑ
حوصلہ حسینؑ نقشِ پا حسینؑ راستا حسینؑ رہنما حسینؑ
راستی حسینؑ سادگی حسینؑ عاجزی حسینؑ تازگی حسینؑ
آگہی حسینؑ روشنی حسینؑ زندگی حسینؑ بندگی حسینؑ
قائمہ حسینؑ فیصلہ حسینؑ، نظریہ حسینؑ زاویہ حسینؑ
آسماں حسینؑ سائباں حسینؑ کہکشاں حسینؑ گلستاں حسینؑ

ہے زماں حسینؑ ہے مکاں حسینؑ ہے نہاں حسینؑ ہے عیاں حسینؑ
آئینہ حسینؑ رونما حسینؑ کاشفہ حسینؑ ظاہرہ حسینؑ
ہے اَحد حسینؑ ہے صَمد حسینؑ ہے اَبد حسینؑ ہے عدد حسینؑ
ہے مَدد حسینؑ ہے سَند حسینؑ ہے بُرز حسینؑ ہے بلد حسینؑ
منطقہ حسینؑ مرکزہ حسینؑ تذکرہ حسینؑ مرحبا حسینؑ
حیرتیں حسینؑ حکمتیں حسینؑ جراتیں حسینؑ نسبتیں حسینؑ
آیتیں حسینؑ سورتیں حسینؑ نعمتیں حسینؑ رحمتیں حسینؑ
انما حسینؑ ھل اتا حسینؑ کل کفا حسینؑ لافتیٰ حسینؑ
راہبر حسینؑ چارہ گر حسینؑ حق نگر حسینؑ شیر نر حسینؑ
دشت و در حسینؑ خشک و تر حسینؑ بحر و بر حسینؑ بال و پر حسینؑ
ارتقاء حسینؑ منتہیٰ حسینؑ شہنشاہ حسینؑ بادشاہ حسینؑ
کُن فکاں حسینؑ جاوداں حسینؑ آستاں حسینؑ رازداں حسینؑ

ہے نشاں حسینؑ ہے اذاں حسینؑ ہے جہاں حسینؑ ہے اماں حسینؑ
التجاء حسینؑ آسرا حسینؑ واسطہ حسینؑ سلسلہ حسینؑ
ہے اِدھر حسینؑ ہے اُدھر حسینؑ خوں میں تر حسینؑ عرش پر حسینؑ
باخبر حسینؑ بانظر حسینؑ بابصر حسینؑ بااثر حسینؑ
سامعہ حسینؑ باصرہ حسینؑ ذائقہ حسینؑ شامہ حسینؑ
جو ہے اب نویدؔ جو ہے جب نویدؔ جو ہے تب نویدؔ جو ہے سب نویدؔ
زیر لب نویدؔ روز و شب نویدؔ ہے جو رب نویدؔ ہے جو سب نویدؔ
جاگتا حسینؑ دیکھتا حسینؑ بولتا حسینؑ جانتا حسینؑ

جلتا رہے گا میرا دیا

خنجر تلے یہ شمر نے کہا میں حسینؑ ہوں
مرضی خدا کی میری رضا میں حسینؑ ہوں

سجدے میں اپنی روح کو پاتا ہوں میں سبک
او شمر! تیز بڑھ مری جانب نہ رک نہ رک
خنجر گلو پہ میرے چلا میں حسینؑ ہوں

کر دے جدا سر پسر نائب رسولؐ
لے تو بھی کرکے دیکھ لے یہ کوششِ فضول
تجھ پر ابھی نہیں ہے کھلا میں حسینؑ ہوں

تجھ پر کھلے گا کون ہے شبیرؑ بعدِ عصر
پلٹے گا تیری سمت ترا تیر بعدِ عصر
ہوگا وہی جو میں نے کہا میں حسینؑ ہوں

چاہوں ابھی سروں سے میں ٹکرا دوں آفتاب
دریا مرے اشارے سے بن جائے سیلِ آب
مٹھی میں بند کرلوں ہوا میں حسینؑ ہوں

ہونے سے میرے صبح ہے ہونے سے میرے شام
بجھ جائیں گے جہان کے آتش کدے تمام
جلتا رہے گا میرا دیا میں حسینؑ ہوں

یہ آج کا یزید ہے کیا کل کے سب یزید
لے لے کے تیغ ظلم بڑھیں جس قدر مزید
مجھ کو نہ کر سکیں گے فنا میں حسینؑ ہوں

سن لو کوئی بھی دور ہو میرا ہی ہے وہ دور
سن لو کہ جیسے جیسے یہ گزرے گا وقت اور
گونجے گی اور میری صدا میں حسینؑ ہوں

یوں تو ہے ہر شہید شہید ہزار رنگ
کل بھی رہے گی میری شہادت پہ عقل دنگ
مجھ سا نہ ہوگا خونیں قبا میں حسینؑ ہوں

جس نے نوید روند دیا تخت و تاج شام
شبیرؑ کی بہن ہے جو اُس پہ مرا سلام
بعدِ حسینؑ جس نے کہا میں حسینؑ ہوں

قیامِ حسینؑ

لگا ہے دشت میں جو خیمۂ قیامِ حسینؑ
ہے کون جس کے لیے ہے یہ اہتمامِ حسینؑ

دہک رہا ہے جو اُس منتقم کے سینے میں
تو کیا وہ زخم بھی بھر دے گا انتقامِ حسینؑ

بتا گئی ہے حقیقت عمل کی نیت کو
کہ ایک لمحے میں پوشیدہ ہے دوامِ حسینؑ

یہ بڑھ رہے ہیں جو حرص و ہوا کے تیر لیے
انہیں خبر ہی نہیں صبر ہے حُسامِ حسینؑ

یہ راز فاش کرے جس پہ چاہے مالکِ زار
کہ ایک نقطے میں مستور ہے کلامِ حسینؑ

سلام بھیجتے ہیں سب حسینؑ پہ لیکن
غلامِ حُر ہے ترے واسطے سلامِ حسینؑ

جہانِ حسینؑ

اُسے خبر ہے جسے مل گیا نشانِ حسینؑ
اِسی مکاں میں ہے موجود لامکانِ حسینؑ

اگر ملے تجھے توفیق حُر کی آنکھ سے دیکھ
اِسی جہان کے پردے میں ہے جہانِ حسینؑ

اِسی سبب ہی تو پیوست ہیں شہود و وجود
جھکا ہُوا ہے زمیں پر جو آسمانِ حسینؑ

کلام کرتی ہے وہ دل سے دل کے لہجے میں
زبان کی کہاں محتاج ہے زبانِ حسینؑ

ہزار شور اٹھایا گیا بہ نامِ خدا
دبا سکیں نہ اذانیں مگر اذانِ حسینؑ

رواں دواں ہے صدا پر صدا لگاتا ہوا
ازل ابد کا تسلسل ہے کاروانِ حسینؑ

خدا دیا حسینؑ نے

بشر کو اپنی شکل میں خدا دیا حسینؑ نے
شہود کو وجود سے مِلا دیا حسینؑ نے

مِلا کے "مَیں" مِلا کے "تُو" مِلا کے خُون کا لہو
خمیرِ خاک کو شفا بنا دیا حسینؑ نے

ہُوا وہ محرمِ خودی ہُوا وہ مستِ بے خودی
جسے بھی جامِ سرمدی پلا دیا حسینؑ نے

یہ اولیا سے پوچھ لو یہ خود خدا سے پوچھ لو
خدا کو دے کے جاں خدا بنا دیا حسینؑ

ہزار بن گئے خفی ہزار بن گئے جلی
خزانہ جو الست میں لٹا دیا حسینؑ نے

بجھے تو ہے بقا کی صبح جلے تو ہے فنا کی رات
جو کربلا کی رات کو دیا، دیا حسینؑ نے

بڑھا کے ہر دیے کی لَو چڑھا کے ہر دیے کی لَو
دیے کی لَو کو صبح سے مِلا دیا حسینؑ نے

بنا دیا تونگر کو فقیر و سالک و ملنگ
اور اُس کے دل کو کربلا بنا دیا حسینؑ نے

انتہائے خونِ حسینؑ

وہی بتائے کہ جو ہے گدائے خونِ حسینؑ
بھرا ہے کس نے پیالہ سوائے خونِ حسینؑ

کوئی کلیم! کہ روشن ہے آگ کا خیمہ
یہ آرہی ہے مسلسل صدائے خونِ حسینؑ

جہاں ہیں چاک گریباں الست و یوم الدین
خدا کا ایک ہی نوحہ ہے ہائے خونِ حسینؑ

جو اِس لہو کو بتائے اللہ کہتے ہیں
وہ یہ بتائیں کہ کیا ہے بنائے خونِ حسینؑ

نقابِ سرخ ہے یہ کون رُخ پہ ڈالے ہوئے
خدا کا نور ہے یا ہے ضیائے خونِ حسینؑ

وہ کون ہوگا مجھے دیکھنا ہے محشر میں
کسی کے تن پہ تو ہوگی قبائے خونِ حسینؑ

ہے ابتدا کا کرشمہ بنائے الا اللہ
کوئی بتاؤ مجھے انتہائے خونِ حسینؑ

ارادہ حسینؑ ہے

پنہاں ہے جس میں حُسن وہ پیدا حسینؑ ہے
جو سَر میں عشق کے ہے وہ سودا حسینؑ ہے

یہ ہے ، وجود جس نے دیا ہے شہود کو
اللہ ہے جو لفظ تو معنیٰ حسینؑ ہے

جس میں حضور و غیب ہیں گم "لا" سے تا "الہٰ"
"ہے" اور "نہیں" کے بیچ وہ نقطہ حسینؑ ہے

تجھ پر کھلے گا عالمِ "کن" سے گزر کے دیکھ
مکتوم ہے جو 'کُن' میں ارادہ حسینؑ ہے

اس راہ میں سوال سے پہلے ہے ترکِ سَر
کرتا سوال بنتا ہے پھر کیا حسینؑ ہے

ظاہر حسینؑ کا

ہے غیب غیب اصل میں حاضر حسینؑ کا
ظاہر کہاں ہے چھپتا ہے ظاہر حسینؑ کا

تو صیدِ ہست و نیست ہے اس قید سے نکل
کیا ڈھونڈتا ہے اوّل و آخر حسینؑ کا

قہار کو غرور ہے گر اپنے قہر پر
کرتا ہے ناز صبر پہ صابر حسینؑ کا

حد ہے کہ بے نیازی بھی رکھے نہ اپنے پاس
آئے عطا جو کرنے پہ ناصر حسینؑ کا

باطن خدا کا ہے وہ حقیقت میں اے توحید
جس کو سمجھ رہا ہے تو ظاہر حسینؑ کا

صدا یاحسینؑ کی آئے

عبادتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے
ریاضتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ اب دل میں بس گئے ہیں حسینؑ
جو دھڑکنوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا ہے خیر العمل تمہارا عمل
جو نیتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ ہو راہِ مستقیم پہ تم
جو جراتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ تم راہِ صدق پر ہو کہ جب
صداقتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا میسّر ہوا تمہیں دیدار
جو حیرتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ قرآں اتر گیا دل میں
جو قرأتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ ہے وقتِ انتقامِ توحید
جو خنجروں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

تصورِ حسینؑ کا

تصویر ہے خدا کی تصور حسین کا
حیرت کو آپ خود ہے تحیّر حسین کا

چہرے کی آب و تاب ہو کیسے بیاں کہ جب
توحید کی چمک ہے لیے دُر حسینؑ کا

صدیاں گزر گئیں نہ کھلا کربلا کا راز
یہ راز گر کھلے تو کھلے دُر حسینؑ کا

توحید کے خلا کو کیا پُر حسینؑ نے
پر آج تک خلا نہ ہُوا پُر حسینؑ کا

پہلے بھی اور بعد میں بھی سَر کٹے ہزار
لیکن کوئی لگا نہ سکا سَر حسینؑ کا

زمانہ ہے حسینؑ

وقت کی حد سے پرے تیرا زمانہ ہے حسینؑ
لا مکاں سے بھی اُدھر تیرا ٹھکانا ہے حسینؑ

کون ہے جس سے بر آمد ہوئی وحدت اے دل
کنز ہے، کان ہے ، معدن ہے ، خزانہ ہے حسینؑ

منعکس ہیں تیرے چہرے سے بہتر چہرے
کربلا کیا ہے ترا آئنہ خانہ ہے حسینؑ

میری تشکیل ہے کیا اور مری تکمیل ہے کیا
خود سے ملنا ہے حسینؑ اور تجھے پانا ہے حسینؑ

عشق کی راہگور پہ ہمہ دم تیز قدم
جس کو دیکھا تری جانب ہی روانہ ہے حسینؑ

اور کیا تیرے فقیروں کی یہاں آب و غذا
پیاس ہی پیتا ہے اور بھوک ہی کھاتا ہے حسینؑ

صداؔ حسینؑ

خدا سے پوچھ ہے کیا اس کا کیا حسینؑ کا ہے
جو ہے الہٰ سے پہلے وہ "لا" حسینؑ کا ہے

بچی ہے جو تہہ خنجر خدا کی ہے توحید
کٹا ہے جو تہہ خنجر گلا حسینؑ کا ہے

بقا سے پوچھ کبھی اور فنا سے پوچھ کبھی
بچا خدا کا ہے کیا کیا لٹا حسینؑ کا ہے

کھلے تو کیسے یہ پیوستی شہود و وجود
خدا کا چہرہ ہے یا آئینہ حسینؑ کا ہے

اسی کرم نے مجھے مست کر دیا ہے تو دید
کرم جو حال پہ میرے صداؔ حسینؑ کا ہے

سید بخی باوا صدا حسین جلالی قلندری بخاری ہاشمی القرشی

زندگی کیا ہے

چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے
خدا ہے کون؟ خودی کیا ہے ، بے خودی کیا ہے

چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہیں کیا وجود و عدم اور کیا ہیں موت و حیات
کہیں تو کس کو تغیر کہیں تو کس کو ثبات
ہیں کیا فنا و بقا ہستی نیستی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

کھلیں گی کیسے زمان و مکاں کی زنجیریں
زمیں کے پیروں میں ہیں آسماں کی زنجیریں
ہے کیا بلندیٔ پرواز بے پری کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کے زندگی کیا ہے

قیام جس کا ہے در اصل ماورائے حیات
جو سجدہ دیتا ہے سجدوں سے آدمی کو نجات
چھپی ہے جس میں خدائی وہ بندگی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

بشر کی عقل پہ اب تک ہوا نہ راز یہ فاش
وہ آگہی بھی ہے کیا جس کی ہے بشر کو تلاش
بشر کو ڈھونڈتی ہے جو وہ آگہی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہر ایک شب کو دیا خیمۂ اماں جس نے
بھرا وجود سے لاہوت و لا مکاں جس نے
دیے نے بجھ کے جو کی ہے وہ روشنی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

وہ درد کیا ہے جو خود ہی دوا میں ڈھل جائے
وہ بھوک کیا ہے کہ جو بھوک ہی نگل جائے
جو پیاس کو ہی بجھا دے وہ تشنگی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

میں خود ہی موت کو جا لوں کے انتظار کروں
یہ سوچتا ہوں کے کیا راہ اختیار کروں
ہے کیا حیات کا غم موت کی خوشی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

خدا جو حرص و ہوا کو بنائے پھرتا ہے
جو خود کو موت کی جانب ہنکائے پھرتا ہے
غلام نفس کا ہے جو وہ آدمی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہر ایک موڑ پہ ہوں جب سگانِ دیر و حرم
کدھر نہ جائے کدھر جائے بندۂ آدم
جو بے دروں کے لیے ہے وہ آشتی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

خدا کی جس پہ ہے لعنت تو کیا وہ مردہ نہیں
سلام جس پہ وہ بھیجے تو کیا وہ زندہ نہیں
حیات و موت کا مفہوم واقعی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

کسے ہے اس کی خبر کون یہ بتائے گا
ہیں کس میں تاب و جگر کون یہ بتائے گا
نویدؔ کون ہے؟ اور اُس کی شاعری کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

جمالِ حسینؑ

احد کی طرح سے ممکن نہیں مثالِ حسینؑ
خدا کا نور بھی در اصل ہے جمالِ حسینؑ

شمار ایک کا لاحدّ و لا شمار ہے جب
حدِ خیال میں آئے گا کیا خیالِ حسینؑ

اٹھا لے سر پہ وہ تنہائی بارِ یکتائی
عطا کرے جسے کچھ اپنا حال حالِ حسینؑ

جو لا سے تا بہ اللہ کا ہے درمیان حسینؑ
سوا حسینؑ کے پھر اور کیا مآلِ حسینؑ

کیا ہے وحی قلندرؒ نے جو میرے دل پر
مرا صحیفہ نہیں کچھ بجز مقالِ حسینؑ

جو آرہی ہے دمادم صدائے کن فیہ کون
حقیقتاً وہ قلندرؒ کی ہے دھمالِ حسینؑ

قبلتین

نوید قبلہ کہ قبلتین کو دیکھا
خدا کو دیکھا جو میں نے حسینؑ کو دیکھا

اُسی کا جلوہ ہی جلوہ نما نظر آیا
جو مشرقین کو جو مغربین کو دیکھا

بنا کے آئنہ جلوہ نمائی کی خاطر
خدا نے خود کو جو دیکھا حسینؑ کو دیکھا

جب آنکھ بند کی مجھ کو خدا نظر آیا
جب آنکھ کھولی تو میں نے حسینؑ کو دیکھا

خدا سے ملنے کی حسرت نہیں رہی دل میں
نگاہِ عشق نے ایسا حسینؑ کو دیکھا

حسینؑ لکھ دیا ہے

ہر آن دل کے دھڑکنے کو چین لکھ دیا ہے
خدا نے دل پہ ہمارے حسینؑ لکھ دیا ہے

وہی قلم ہے وہی لوح ہے وہی تحریر
وہ مشرقین ہے وہ مغربین لکھ دیا ہے

جو دیکھا میں نے اُسے مالکِ رضائے خدا
خدا تھا لکھنا جہاں واں حسینؑ لکھ دیا ہے

نہ کچھ بڑھایا اُسے اور نہ گھٹایا اسے
خدا لکھا تو اُسے بین بین لکھ دیا ہے

خدا کو لکھنا تھا تفصیل کُن کا سرنامہ
سو نیچے کُن لکھا اوپر حسینؑ لکھ دیا ہے

تفصیل

حسینؑ اپنی صفت میں خدا کی ہے تفصیل
یہ ہے اللہ کی تفصیل "لا" کی ہے تفصیل

مگر یہ اس کو خبر ہے جسے ملی ہے بقا
یہ تیرا عشق نہیں ہے فنا کی ہے تفصیل

ہے اِس سرے پہ خدا اور اس سرے پہ حسینؑ
یہ ابتدا کی ہے وہ انتہا کی ہے تفصیل

ہے اختصار میں یہ سیلِ گریۂ سجادؑ
نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا کربلا کی ہے تفصیل

تری نگاہ نے "میں" کو بدل دیا "تو" سے
یہ اک نگاہ میں تیری عطا کی ہے تفصیل

زیارت حسینؑ کی

تھا آئنہ خدا کا کہ صورت حسینؑ کی
کثرت بھی دیکھتی رہی وحدت حسینؑ کی

اقراء ہے جس کا اذن اشارہ ہے جس کا قل
اُس فاطمہ پہ اتری ہے آیت حسینؑ کی

جس طرح وصفِ ذاتِ خدا ہے حجاب میں
ظاہر ابھی ہوئی نہیں قدرت حسین کی

تقسیم کر رہا ہے جہاں کو جو نعمتیں
ہے خاص اُس کے واسطے نعمت حسینؑ کی

جس کا سبب ہے موجبِ تزکیۂ نفوس
وہ علم وہ کتاب ہے حکمت حسین کی

خود کو بنا کے آئنہ عشقِ حسینؑ میں
اللہ کر رہا ہے زیارت حسینؑ کی

نہ کوئی مولا حسینؑ جیسا

کوئی نہیں تھا کوئی نہیں ہے کوئی نہ ہوگا حسینؑ جیسا
نہ کوئی آقا حسینؑ جیسا نہ کوئی مولا حسینؑ جیسا

یہ کہہ رہی ہے زمینِ کعبہ یہ کہہ رہی ہے جبینِ قبلہ
نہ کوئی کعبہ حسینؑ جیسا نہ کوئی قبلہ حسینؑ جیسا

یہ سب کے سب ہیں احد کا پرتو یہ سب کے سب ہیں صمد کا پرتو
کسی کی آنکھیں حسینؑ جیسی کسی کا چہرہ حسینؑ جیسا

قسم ہے والعصر کربلا کی قسم ہے معبودِ کبریا کی
نہ کوئی تنہا حسینؑ جیسا نہ کوئی یکتا حسینؑ جیسا

صدائے ھل من جو آ رہی ہے ازل ابد کو بتا رہی ہے
اذاں نہ کوئی حسینؑ جیسی نہ کوئی سجدہ حسینؑ جیسا

کر رہا ہے خدا حسینؑ حسینؑ

بند اپنی یہ رٹ کرو تو سنو
آ رہی ہے صدا حسینؑ حسینؑ

اللہ اللہ کر رہے ہو تم
کر رہا ہے خدا حسینؑ حسینؑ

حاصلِ کُن یا حسینؑ

دل کی دھڑکن کر سماعت نبض سے سُن یا حسینؑ
مقصدِ کُن یا حسینؑ اور حاصلِ کُن یا حسینؑ

ایک نوحہ ایک گریہ ایک ماتم ایک غم
ایک ہے سُر ایک ہے لَے ایک ہے دُھن یا حسینؑ

حسینؑ اور نماز

حسینؑ رب کا ہے نورِ پنجم
نماز ہوتی ہے پنجگانہ

نماز میں عجز و انکساری
حسینؑ کی شان فاتحانہ

نماز زیرِ سجودِ احمد
حسینؑ کا عزم راکبانہ

نماز جھکنے کا ہے طریقہ
حسینؑ اٹھنے کا ہے بہانہ

نماز میں اقتداء ہے واجب
حسینؑ کی فکر قائدانہ

نماز شکر کی انتہا ہے
تو اس کا مشکور ہے زمانہ

نماز سجدے کی پستیوں میں
حسینؑ کا فعل رافعانہ

نماز ہے بار یا عبادت
حسینؑ کا ذکر بے ریا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

نماز ہے روشنی کی طالب
حسینؑ شمعیں بجھا رہا ہے

نماز لوگوں کو ہے بلاتی ہے
یہ دستِ بیعت اٹھا رہا ہے

نماز کثرت کو چاہتی ہے
یہ شانِ وحدت دکھا رہا ہے

نماز پیچھے ہے مصطفیٰ کے
یہ دوش پر جگمگا رہا ہے

نماز اٹھنے کی منتظر ہے
حسینؑ اس کو جھکا رہا ہے

نماز قبلے کو ڈھونڈتی ہے
حسینؑ کعبہ بنا رہا ہے

نماز ڈرتی رہی لہو سے
یہ خوں کی مسند بچھا رہا ہے

نماز زندوں کا ہے وظیفہ
حسینؑ مرنا سکھا رہا ہے

نماز ہے کبریا کی طالب
حسینؑ مطلوبِ کبریا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

نماز کی ابتداء وضو ہے
تو اس کو پانی سے بے نیازی

نماز بندوں کی چارہ جوئی
حسینؑ کا کام کار سازی

نماز کی انتہا طہارت
حسینؑ شہکارِ پاکبازی

نماز کو سوز کی تمنا
حسینؑ کے ذکر میں گدازی

نماز رب کی رضا کی طالب
حسینؑ پہ کبریا ہے راضی

نماز مٹی میں سرنگونی
حسینؑ کی شان سرفرازی

نماز محراب کا وظیفہ
حسینؑ میدان کا ہے غازی

نماز کا وقت مختصر ہے
حسینؑ کے کام میں درازی

نماز کشتی نجات کی ہے
حسینؑ کشتی کا ناخدا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

نماز

گریۂ روح سے عاری ہو تو کسرت ہے نماز
منکر و فحش کے ہو ساتھ تو عادت ہے نماز

شرک ہوتی ہے جو ہو فوجِ یزیدی میں ادا
لشکرِ شہ میں ادا ہو تو شہادت ہے نماز

عصرِ عاشور یہ دو طرح پڑھی جاتی ہے
اک گلا کاٹتی ہے اک گلا کٹواتی ہے

گریہ

گوشۂ چشم سے نکلے تو ہے یہ اشکِ شعور
وسط سے چشم کی ٹپکے تو مودّت کا وفور

اشک گر چشم کے بالائی سرے سے اُمڈے
اشکِ غم ہے نہ اٹھا پائے جسے دامنِ طور

بس وہ اک چشم جسے عشق و شعور و غم ہے
کُن کی مختار ہے وہ کُن کی وہی محرم ہے

اسرار ہیں زین العباؑ

منکشف جب تک نہ ہوں اسرار ہیں زین العباؑ
عبد میں معبود کا اظہار ہیں زین العباؑ

کیسی زنجیریں کہاں کا طوق کیا زنداں کی قید
اختیارِ کن کے جب مختار ہیں زین العباؑ

تو کسے زنجیر پہنانے چلا ہے بے خبر
جانتا ہے وقت کی رفتار ہیں زین العباؑ

صبر کی طاقت کا اندازہ تجھے ہوجائے گا
ظلم تیرے سامنے اس بار ہیں زین العباؑ

جو نہ نکلی نیام سے کرب و بلا کے دشت میں
صبر کے لشکر کی وہ تلوار ہیں زین العبا

جس پہ درباری اذانیں بھی نہ غالب آ سکیں
ناتوانی میں بھی وہ گفتار ہیں زین العبا

جانے کیا گزری ہے ان پر شام کے بازار میں
خود ہی نوحہ خود ہی ماتمدار ہیں زین العبا

ہیں مسیحا کے خدا اس راز کو سب سے نوید
راز رکھنے کے لئے بیمار ہیں زین العبا

رمزِ لا الٰہ کیا ہے

بتا اے گریۂ عابدؔ کہ رمزِ لا الٰہ کیا ہے
سرِ شبیرؑ کیا ہے اور زینبؑ کی ردا کیا ہے

ردا لٹنے سے لے کر حرفِ الااللہ بچنے تک
علیؑ جانے لٹا کیا ہے خدا جانے بچا کیا ہے

جواب اِن کا حسینؑ ابنِ علیؑ میں مل گیا مجھ کو
ازل کیا ہے ابد کیا ہے خودی کیا ہے خدا کیا ہے

خدا کو کر دیا جس کے کرم نے لائقِ سجدہ
ہے رب جس کا ہیں ہم اس کے ہمارا پوچھنا کیا ہے

کبھی کانوں میں تیرے گر نہ ملی من کی صدا آئی
تو پھر اے سننے والے یہ بتا تو نے سنا کیا ہے

جو گریہ بن گیا وہ غم ہے کیا اے گریۂ عابدؔ
جو دھڑکن بن گئی دل کی وہ ماتم کی صدا کیا ہے

علیؑ نے میرے کاسے میں فقیری ڈال دی جس دم
نوید اُس دم مرے دل پر کھلا دستِ خدا کیا ہے

روئے موسیٰ کاظمؑ

زمیں پہ شکلِ خدا روئے موسیٰ کاظمؑ
رخِ نویدؔ بھی ہے سوئے موسیٰ کاظمؑ

کھلا تو فرطِ مسرت سے ہوگیا سب سُرخ
گلاب کو جو ملی بوئے موسیٰ کاظمؑ

زماں انہی کا ارادہ مکاں انہی کا اَمر
یہ کُن ہے جنبشِ اَبروئے موسیٰ کاظمؑ

طوافِ کعبہ کے مانند ہے طوافِ حرم
ہے صحنِ عرشِ خدا کوئے موسیٰ کاظمؑ

وہی تو عرش پہ ہے حوضِ کوثر و تسنیم
ہے فرش پہ جو رواں جوئے موسیٰ کاظمؑ

اُنہی کے دَر سے ہُوا صدقۂ رضاؑ جاری
پئے جود و سخا خُوئے موسیٰ کاظمؑ

قیامِ موسیٰ کاظمؑ ہے گر قیامِ علیؑ
قیامِ سیدۂ بانوئے موسیٰ کاظمؑ

کسی نے برسرِ محفل گلاب چھڑکا ہے
کہ آرہی ہے یہ خوشبوئے موسیٰ کاظمؑ

وحدت اللہ غریب الغربا

آیت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا
تیری ٹھوکر میں فنا ہے تری ٹھوکر میں بقا
ہیں بندھے جنبشِ ابرو سے تری قدر و قضا
قدرت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

دستِ تو دستِ عطا دستِ سخا دستِ شفا
دستِ تو دستِ ولی دستِ نبی دستِ خُدا
بیعت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

تو سرِ دہر دلیل و سبیلِ الا اللہ
تیرا پرچم ہے کھلا تا بہ حدِ الا اللہ
رایت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

اے کہ ظلماتِ الانور و یا شمسِ شموس
اے کہ نفسوں کے انیس اے کہ شہہِ ارضِ طوس
وحدت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

اے کے غیض و غضب و رُعب و جلالی و جلال
چشم موسیٰ ہے ترے در پہ سوالی جلال
ہیبت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

دے کے امت کو دوا درد لیا اپنے لے
رزق امت کو دیا زہر چکا اپنے لے
نعمت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

حاجیوں کا حرمِ کعبہ میں جاری ہے طواف
بیکسوں کا حرمِ روضہ میں جاری ہے طواف
کعبۃ اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

پرسہ دینے تیرے جد کا تجھے آیا ہے نویدؔ
آنسوؤں کے سوا کچھ بھی نہیں لایا ہے نویدؔ
رحمت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

حاضر امامؑ

ڈھونڈ شہ رگ سے بھی قریں ہوں گے
میرے مولاؑ یہیں کہیں ہوں گے

یہ بھی کیا سوچنا کہ ہوں گے کہاں
جہاں ہوگا خدا وہیں ہوں گے

لا زمانی میں ہوں گے جلوہ گر
لا مکانی میں ہی مکیں ہوں گے

وہ نظر آئیں گے "نہیں" میں "ہے"
"ہے" میں دیکھو گے تو "نہیں" ہوں گے

آپ جب بھی کبھی کریں گے ظہور
مسندِ کُن کے شہ نشیں ہوں گے

خلق اللہ الحق کے معقول
خلق العلم کے امیں ہوں گے

لا سکوں تاب تو کہوں کچھ میں
کیا کہوں کس قدر حسیں ہوں گے

ہاں وہی نورِ اوّلیں ہیں نوید
ہاں وہی نقشِ آخریں ہوں گے

حاضر امامؑ کے حضور

نہیں بختی جو وہ صورت ہوں زمانے کے امامؑ
میں خود اپنے لئے عبرت ہوں زمانے کے امامؑ

شرمساری بھی جسے دیکھ کے شرماتی ہے
اس گنہگار کی خفت ہوں زمانے کے امامؑ

ٹھوکروں میں سحر و شام پڑا ہوں جس کی
میں ہی وہ پائے حقارت ہوں زمانے کے امامؑ

ہائے اس خاک ندامت سے میں کس طرح اٹھوں
میں خجالت ہی خجالت ہوں زمانے کے امامؑ

نام اب اپنا انھی ناموں سے یاد آتا ہے
عار ہوں ننگ ہوں تہمت ہوں زمانے کے امامؑ

جس سے سر مارتا ہوں جس سے جبیں پھوڑتا ہوں
میں ہی وہ سنگِ ملامت ہوں زمانے کے امامؑ

کیسی عزت کا طلبگار تھا میں غرقِ سراب
کیسی ذلت کی علامت ہوں زمانے کے امامؑ

جو نہ پہچان سکوں ہوں وہ خود اپنی صورت
جو بگڑ جائے وہ رنگت ہوں زمانے کے امامؑ

تب کھلا پڑ گئی جب خود مرے منہ پر مری خاک
میں خود اپنے لئے لعنت ہوں زمانے کے امام

رونا آتا ہے نہ اب خود پہ ہنسی آتی ہے
بے بسی کی میں وہ حالت ہوں زمانے کے امام

کیسا بے صرفہ مگر صَرف ہوا جاتا ہوں
جبکہ معلوم ہے مُہلت ہوں زمانے کے امام

اپنے بازار کی میں جنسِ سبک مایہ ہوں
یعنی گرتی ہوئی قیمت ہوں زمانے کے امام

چاٹ جاتا ہے لطافت جو ہر آئینے کی
میں ہی وہ زنگِ کثافت ہوں زمانے کے امام

ہائے کس منہ سے مودّت کا بنوں دعویدار
میں خود اپنے لئے نفرت ہوں زمانے کے امام

سوچتا ہوں کہ اس عجلت کو سمیٹوں کیسے
خود بکھیری ہوئی فرصت ہوں زمانے کے امام

جس کے زخموں کے لئے آگہی مرہم نہ ہوئی
میں ہی وہ کشتۂ غفلت ہوں زمانے کے امام

خوابِ بے خوابیِ ہستی ہوں سرِ بسترِ خواب
بے یقینی کی عبادت ہوں زمانے کے امام

جس کے ہنگام سے کھو بیٹھا ہوں میں تابِ سوال
میں ہی وہ شورِ قیامت ہوں زمانے کے امام

امامِ حجت

ہے حمد جس کی محمد یہی وہ حجت ہے
علی ہے جس کا قصیدہ یہی وہ آیت ہے

یہی ہے عزح سے جو انتقامِ فاطمہؑ ہے
جلال قہر ہے جس کا یہ وہ جلالت ہے

غیاب اس کا خدا و نبی و ولی و امام
حضور اس کا دلیلِ وجودِ عصمت ہے

ظہور اس کا ہے قہار و منتقم کا ظہور
جسے سمجھتے ہو غیبت دراصل مہلت ہے

ہے گیارہ حجتوں کو انتظار بارہویں کا
کہ آنے والے تری منتظر قیامت ہے

دلیل جس کی کہ ہے نصِ قاطع البرہان
جدا کتاب ہے جس کی جدا شریعت ہے

نوید بارہیوں سے لی ہمیشہ میں نے داد
جو داد گیارہ نے دی آج وہ تو نعمت ہے

بڑے کا خون

اُسے جلال میں لانے کو خون ہے درکار
برائے خون بزرگ کو جنون ہے درکار

بھرا نہیں ہے ابھی کیا پیالۂ غیبت
تجھے اے چشمِ غضب کتنا خون ہے درکار

ہے اس میں غیبت صغرا و غیبتِ کبرا
یہ راز وہ ہے کہ جس کو دُرون ہے درکار

ہے جو ولایت و توحید ، امامت و عصمت
ترے فسوں میں سب کا فسوں ہے درکار

بجا کہ نفسِ ذکیہ کا ہے وہ خون نوید
وہ جس ظہور کو برّح کا خون ہے درکار

سجدہ درِ زینبؑ کا

کُل میری عبادت ہے سجدہ درِ زینبؑ کا
یعنی ہے یہ سجدہ بھی صدقہ درِ زینبؑ کا

حسرت لئے سجدے کی میں یونہی پھرا کرتا
ملتا نہ اگر مجھ کو کعبہ درِ زینبؑ کا

کم عقل زمانے نے فضہ کو نہیں سمجھا
کیا عقل میں آئے گا رتبہ درِ زینبؑ کا

صدقہ علی اکبرؑ کا جاری ہے یہ کہتا ہے
ہر صبح اذاں ہوتے کھلتا درِ زینبؑ کا

پڑتی ہی نہیں مجھ پہ یہ دھوپ زمانے کی
پڑتا ہے جو یہ مجھ پہ سایہ درِ زینبؑ کا

پرچم مرے غازی کا پہچان ہے اس در کی
پرچم کا پھریرا ہے پردہ درِ زینبؑ کا

جاروب کشی کرکے پلکوں سے ذرا دیکھو
سورج نظر آتا ہے ذرہ درِ زینبؑ کا

ہوں ماتمی میرا تو قبلہ ہے درِ زینبؑ
شبیرؑ کا روضہ ہے قبلہ درِ زینبؑ کا

جیسے کہ مسافر کو سایہ کہیں مل جائے
ایسے ہی لگا مجھ کو ملنا درِ زینبؑ کا

ہاں اب بھی دہن میں ہے وہ ذائقہ مٹی کا
ہاں اب بھی جبیں میں ہے سجدہ درِ زینبؑ کا

رکھ آیا نویدؔ آنکھیں دہلیز پہ زینبؑ کی
دینا تھا اُسے کچھ تو صدقہ درِ زینبؑ کا

دیا بن گئی زینبؑ

مقتل سے جو نکلی تو دیا بن گئی زینبؑ
زینبؑ نہ رہی کرب و بلا بن گئی زینبؑ

گو عصر تلک تھی وہ لہو کی طرح خاموش
گونجی تو بہتّر کی صدا بن گئی زینبؑ

جس دن سے مرا کرب و بلا بن گیا کعبہ
قبلے کی قسم قبلہ نما بن گئی زینبؑ

ہر لمحہ کہے جس کو حسینؑ اپنا ارادہ
میرے لئے وہ رازِ خدا بن گئی زینبؑ

توحید کھلے سر تھی ردا اپنی لٹا کر
اسلام ترے سر کی ردا بن گئی زینبؑ

ڈھانے کے لئے سطوت دربار اُمیہ
عباسؑ کے پرچم کی ہوا بن گئی زینبؑ

جس نے کہیں ماتم کے لئے ہاتھ اٹھائے
اُس کے لئے خود دستِ دُعا بن گئی زینبؑ

جس دن سے تو نے اُس نے بچھائی صفِ ماتم
اُس دن سے شفاعت کی پتا بن گئی زینبؑ

کعبہ نظر آتا ہے

آنکھوں سے جو غازی کا روضہ نظر آتا ہے
دل سے جو اسے دیکھو کعبہ نظر آتا ہے

یہ رزق علی کا ہے میں مانتا ہوں لیکن
پانی مجھے غازی کا صدقہ نظر آتا ہے

پردے میں وفا کے وہ معبود وفا کا ہے
وہ کیسے نظر آئے پردہ نظر آتا ہے

معلوم کی حد سے بھی آگے ہے وہ نامعلوم
معلوم میں وہ مجھ کو قبلہ نظر آتا ہے

مسجودِ ملائک ہے وہ بابِ حوائج ہے
دیکھو تو جبیں رکھ کر سجدہ نظر آتا ہے

پر کس نے اُسے دیکھا شبیرؑ کی آنکھوں سے
یہ سب کو جو پیاسوں کا سقا نظر آتا ہے

جب خشک وہ ہوتا ہے بن جاتا ہے لب میرے
جب آنکھ سے بہتا ہے دریا نظر آتا ہے

پانی نے نوید اُس کو پیاسوں کا خدا مانا
پانی ہے کہ یہ اُس کا چہرہ نظر آتا ہے

عباسؑ

غلامِ شاہ ہے آقا مقام ہے عباسؑ
ہے وقت جس کا گدا وہ دوام ہے عباسؑ

ہے یا حسینؑ اقیم الصلوٰۃ کا مطلب
سنو رکوع و سجود و قیام ہے عباسؑ

یہ راز کھل نہیں سکتا کسی پہ جز شب خیز
حسینؑ صبح ہے جس کی وہ شام ہے عباسؑ

امام ہوتا ہے جس طرح سے خدا کی دلیل
اسی طرح سے دلیلِ امام ہے عباسؑ

سمٹ کے آ گئے جس میں علیؑ کے صبر و جلال
علیؑ کے ناموں میں پہلا وہ نام ہے عباسؑ

نہیں نہیں یہ نہیں تیغِ انتقامِ حسینؑ
امامِ عصرؑ کے پہلو میں نیام ہے عباسؑ

سو چاہئے اُسے قبضہ بھی شاہِ دیں سا نویدؔ
کہ ذوالفقار کے جوہر کا نام ہے عباسؑ

آ گئے غازی

کہا حسینؑ تصور میں آ گئے غازی
علم اُٹھایا تو منظر پہ چھا گئے غازی

علم کی بات نہیں تھی فقط خدا کی قسم
علیؑ کی بات تھی وہ جو بنا گئے غازی

پھر اس کے بعد نہ چاہی کسی نے سیرابی
وہ پیاس تشنہ لبوں کو پلا گئے غازی

تھی ایک خواب خدا و خودی کی یکجائی
سو بن کے خواب کی تعبیر آ گئے غازی

کسی کو جب کسی مظلوم نے پکارا کہیں
تو سب سے پہلے مدد کرنے آگئے غازی

نوید میں نے جو پوچھا ہے کیا حقیقتِ راز
جواب میں مجھے مجھ سے ملا گئے غازی

احسان خدیجہؑ کا

پڑھتا ہے قصیدہ یہ سبحان خدیجہؑ کا
ہے شکر بجا لاتا یزداں خدیجہ کا

اس گوشہ دامن کے سائے میں رسالت ہے
سائے میں ولایت ہے سائے میں امامت ہے
یہ سایہ ہے وہ سایہ جس سائے میں عصمت ہے
تطہیر کی چادر ہے دامان خدیجہؑ کا

پیروں پہ کھڑے ہونا قدرت نے جہاں سیکھا
کثرت میں عیاں ہونا وحدت نے جہاں سیکھا
ہونٹوں سے ادا ہونا آیت نے جہاں سیکھا
وہ عرش الٰہی ہے دالان خدیجہؑ کا

خدمت میں رسالتؐ کی جبرئیلؑ سے پہلے ہیں
شرکت میں رسالتؐ کی جبرئیلؑ سے پہلے ہیں
خلوت میں رسالتؐ کی جبرئیلؑ سے پہلے ہیں
قرآں نظر آتا ہے عنوان خدیجہؓ کا

یکسوئی حرا کی سب مرہونِ خدیجہؓ ہے
اللہ بھی اس حد پہ ممنونِ خدیجہؓ ہے
جو دیں کی رگوں میں ہے وہ خونِ خدیجہؓ ہے
دل بن کے دھڑکتا ہے احسان خدیجہؓ کا

بنتے ہیں نبیؐ جس سے وہ بات خدیجہؓ ہے
دن جس سے نکلتا ہے وہ رات خدیجہؓ ہے
تھاما ہے جو عصمت نے وہ ہاتھ خدیجہؓ ہے
عصمت کا اثاثہ ہے زوان خدیجہؓ ہے

بعثت میں رسالتؐ کی یہ پہلی گواہی تھی
تقویم نبوت کی یہ پہلی گواہی تھی
اللہ کی وحدت کی یہ پہلی گواہی تھی
جو بن گیا کلمہ تھا اعلان خدیجہؓ کا

ترویج میں اُس دیں کی حکمت تھی خدیجہؑ کی
تھا کام رسالتؐ کا محنت تھی خدیجہؑ کی
جنگوں میں جو کام آئی دولت تھی خدیجہؑ کی
یہ فتح مبیں کیا ہے اِک دان خدیجہؑ کا

عصمت کا تعارف ہے پہچان ہے عصمت کی
ہے جانِ نبیؐ عصمت یہ جان ہے عصمت کی
عصمت ہے رسالتؐ کی یہ کان ہے عصمت کی
عصمت ہی میں کھلتا ہے اِمکان خدیجہؑ کا

جب دین ہوا کامل اعلاں ہوا نعمت کا
کاندھے پہ رسالتؐ کے تھا وزن ولایتؑ کا
اور وہ جو اٹھائے تھا سب وزن رسالتؐ کا
میداں میں تھا وہ خُم کے پالان خدیجہؑ کا

مل جائے نوید آخر کچھ خاک جو اِس در کی
وہ خاک جو محشر میں زینت ہو برے سَر کی
آجاؤں نگاہوں میں میں شافعِ محشر کی
خدمت میں مجھے لے لے دربان خدیجہؑ کا

خدا کا نام لیتے ہیں

یہ چودہ امر سے اپنے جو کن کا کام لیتے ہیں
یہی کرتے ہیں سب کچھ اور خدا کا نام لیتے ہیں

علیؑ ہیں بے کا نقطہ بائے بسمہ اللہ سے پہلے
سو بسم اللہ سے پہلے علیؑ کا نام لیتے ہیں

جو ان کے در پہ ٹھوکر مار کر آتے ہیں دنیا کو
جو دنیا کے نہیں رہتے یہ اُن سے کام لیتے ہیں

جو اک حجرے میں میخانے کا میخانہ پلاتا ہے
یہ تشنہ لب اسی ساقی سے بڑھ کر جام لیتے ہیں

ہم ایسے کتنے ہی شاعر قصیدہ جب بھی کہتے ہیں
در مولا سے ایک اک حرف کا انعام لیتے ہیں

راہوارِ حسینؑ

ملتا نہیں قرار کہیں راہوار کو
وہ ڈھونڈتا ہے آج بھی اپنے سوار کو

اپنے سوار کی طرح تُو بھی غریب ہے
شہ رگ سے تُو حسینؑ کی اِتنا قریب ہے
محسوس تو بھی کرتا ہے خنجر کی دھار کو

وہ نزع میں بھی ساتھ ہے دمساز کی طرح
اُس کا وجود آج بھی ہے راز کی طرح
سمجھو گے کیا حسینؑ کے اِس راز دار کو

خالی جو تُو ہے آج بھی اے پشتِ راہوار
ہے منتظر کے آئے گا تجھ پہ ترا سوار
مہدیؑ سے کوئی پوچھے ترے انتظار کو

کرتا ہوں تیرے حسن سے اندازۂ سوار
اُس کا جلال ہے تیری ہیبت سے آشکار
دیکھوں تجھے تو سوچوں میں تیرے سوار کو

آتا ہے خیمہ گاہ سے مقتل کو ذوالجناح
مقتل سے پھر پلٹتا ہے وہ سُوئے خیمہ گاہ
کیا دے رہا ہے گردشیں لیل و نہار کو

کلغی سے تیری ڈھالا ہے قدرت نے آفتاب
نکلا ہے نال سے تیری واللہ ماہتاب
تارہ کیا سموں کے ترے ہر شرار کو

اے ذوالجناح کن پہ تجھے اختیار ہے
تو مالکِ مشیّتِ پروردگار ہے
پایا تری شبیہ میں ہر اختیار کو

نازل ہوا ہے جب سے زمیں پر ہے سوگوار
غیبت ہو یا حضور ہو ہے ایک حالِ زار
دیکھا ہے اشک بار ہی اِس اشکبار کو

ہے منتظر نگاہ میں لے لے نوید کو
ہے بے اماں پناہ میں لے لے نوید کو
پھیلا دے اِس غریب تک اپنے حصار کو

اے روح اللہ

اے رب عیسیٰؑ اے روح اللہ اے غیبت کبریٰ کے ہمراز
اے ختمِ دعا آمین کے راز آ دست دُعا ہیں کب سے دراز

اے باطنِ اوّل کے ظاہر پردے سے غیب کے ہو حاضر
اے نورِ حقیقت کے پَرتو آ منتظرِ سجدہ ہے مجاز

مہدیؑ کی صدائے گریہ میں شامل ہے ترے گریے کی صدا
غیبت میں حجتِ آخر کی تنہائی کے تنہا دم ساز

اب دل کو صبر نہیں آتا اب ظلم نہیں دیکھا جاتا
اب کھینچ بِرے کو اپنے طرف کرنے والے رسی کے دراز

آ حرص و ہوا کے سینے میں پیوست کر اپنی تیغ کا پھل
ہے وقتِ قصاصِ کرب و بلا کر ظلم کے بدلے کا آغاز

بے تاب نگاہیں جلوے کو بے چین جبینیں سجدے کو
اے مقتدیِ مولا مہدیؑ ہے وقتِ اذاں ہے وقتِ نماز

جو لوحِ ازل میں لکھا ہے جب اُس بدلے کا دن آئے
ہم تیرے حواری ہیں آقا ہم کو بھی دے لینا آواز

جو وجہہِ خِلقت آدمؑ ہے وہ عالم قائم ہونا ہے
پردے میں جہانِ نو ہے ترے آئینہ طراز و آئینہ ساز

نذرانہ جاں لایا ہے نویدؔ خدمت میں تری آیا ہے نویدؔ
کچھ اس پر اپنی حقیقت کھول اے رازِ حسینؑ کے غمّاز

تمہید نظر آتا ہے

صبح عاشور کی تمہید نظر آتا ہے
چہرۂ حر ہے کہ خورشید نظر آتا ہے

شبہؔ نے اک حر کے لئے کرب و بلا کی تیار
دید کو یوں بھی پسِ دید نظر آتا ہے

سحر نہیں ہوتی

جو حسینؑ نہ آتے تو اُس شب سحر نہیں ہوتی
کوئی بھی ہوتی یہ صورت مگر نہیں ہوتی

بس ایک حسینؑ نے دھڑکنا سکھا دیا ورنہ
کسی کو پہلو میں دل کی خبر نہیں ہوتی

جو کربلا کے افق پہ نہ آتا خاورِ حسینؑ
تو شب ٹھہر گئی ہوتی بسر نہیں ہوتی

نبیؐ "حریص" علیکم ہیں کب سمجھتے ہم
جو حسینؑ پہ شہہ کے کرم کی نظر نہیں ہوتی

شبِ گناہ کے جاگے کو کیسے نیند آتی
جو حُرؑ پہ اک نگہِ در گزر نہیں ہوتی

برائے حُرؑ جو نہ مہلت خدا سے مانگتے شاہ
زمین محورِ اجسام پہ نہیں ہوتی

قسم خدا کی اگر ایک حُرؑ نہ رکھتے لاج
بشر کی شکل میں بشر نہیں ہوتی

جو زخم سینے کا میرے نہ کھاتا سینۂ حُرؑ
کوئی دُعا بھی مری چارہ گر نہیں ہوتی

کہاں پہ رکھتا کبھو حشر کو عمر بھر کا عمل
جو لمحے بھر کی یہ نیت اگر نہیں ہوتی

نوید حشر میں سمٹ کر یہ ساری کرب و بلا
زیادہ حشر سے تو اب مختصر نہیں ہوتی

رُخِ نو بہار ہے حُر کا

خودی کے زخم سے سینہ فگار ہے حُر کا
خدائے درد کوئی راز دار ہے حُر کا ؟

چراغ چھوڑ رہی ہے اِدھر چراغ کی لو
اُدھر فلک پہ ہے جھل مل ستارۂ سحری
شب سیہ سے نمودار ہو رہی ہے سحر
خبر سے مل کے گلے رو رہی ہے بے خبری
روانہ جانب شہہ راہوار ہے حُر کا

ہوا کے دوش پہ حُر آ رہے ہیں سوئے حسینؑ
ابھر رہا ہے اُدھر آفتاب عاشورہ
سحر ہوئی کہ ہُوا حُر کا انتظار تمام
لُٹا رہا ہے جو زر آفتاب عاشورہ
شفق ہے یہ کہ رُخِ نو بہار ہے حُر کا

حر آ گئے سوئے شہ بن کے صبحِ مہلتِ شب
جو ایک حُر کا خلا تھا ہوا وہ حُر سے ہی پُر
نہیں ہے کرب و بلا جیسے بعدِ کرب و بلا
ہیں حُر سے پہلے بھی حُر اور حُر کے بعد بھی حُر
اَحد کی طرح عدد میں شمار ہے حُر کا

گئے تھے ڈھونڈنے خود کو تہہِ تحیرِ ذات
جو ابھرے اپنی خبر ساتھ لے کے آئے ہیں
کٹی ہے رات تو سورج تراشنے میں کٹی
اب آئے ہیں تو سحر ساتھ لے کے آئے ہیں
خدا ہی جانے کے کیا اختیار ہے حُر کا

ہے کون مرکز و محور بہ نامِ فتح و شکست
اے کربلا ترا دارو مدار کس پہ ہے
سلام بھیجا ہے زینبؑ نے کس آمد پہ
یہ کس کے خون سے رومالِ فاطمہؑ تر ہے
خدا گواہ خدا سوگوار ہے حُر کا

میں کون ہوں جو بتاؤں تمہیں کہ کون ہے وہ
سکوتِ خیمۂ شبہ کا دیا ہے کون ہے حُر
رکوع ہے کہ ہے سجدہ قیام ہے کہ دوام
کہ جانے حاصلِ کرب و بلا ہے کون ہے حُر
اُسی سے پوچھو جسے انتظار ہے حُر کا

عمل کی گٹھڑی وہیں رکھ دی حُر نے ہاتھوں سے
جس ایک لمحے میں نیّت نے گھر کیا دل میں
جس ایک لمحے نے یکسر بدل دیا حُر کو
جس ایک لمحے شفاعت نے در کیا دل میں
جس ایک لمحے پہ دار و مدار ہے حُر کا

میں لڑ رہا ہوں جو حرص و ہوا کے لشکر سے
قسم ہے حُر کی اکیلا مگر نہیں ہوں میں
ہر ایک ضرب پہ حاصل ہے مجھ کو حُر کی مدد
اُدھر بھی چھایا ہوا ہوں جدھر نہیں ہوں میں
کہ ہوں پناہ میں جس کی حصار ہے حر کا

حوالے حُر کے کر انگشتِ حرف بینِ وجود
کہ جو بتا دے تجھے حرف سے کتاب نوید
عطا کرے جو تجھے نفسِ مطمئن کا سراغ
نگاہِ حُر سے طلب کر وہ اضطراب نوید
نمودِ شعلہ ہے جس میں شرار ہے حُر کا

ماتمی

آؤ بتلاتا ہوں تم کو میں کہ کیا ہے ماتمی
سایۂ زینبؑ میں زہراؑ کی دعا ہے ماتمی

صرف زہراؑ کو ہے اس کی قدر و قیمت کی خبر
عقل کے اِدراک سے تو ماوَرا ہے ماتمی

آسماں پر جب نیا تارا کوئی ظاہر ہوا
بول اٹھے عرش و زمیں پیدا ہوا ہے ماتمی

تیز ہوتی جارہی ہے دم بہ دم ماتم کی لَے
حلقۂ ماتم میں کوئی آرہا ہے ماتمی

کس طرح سے رہ کے زندہ رزق پاتے ہیں شہید
کیسے یہ جانے کوئی کیا پارہا ہے ماتی

بے بشارت کوئی کیا جانے ہے کیا اجرِ عظیم
کیا خبر ہے ماتی کو ہائے کیا ہے ماتی

وا حُسینا کہہ کے روئے مشرقین و مغربین
ماتی سے جب کوئی آکر ملا ہے ماتی

اُس کے دامن تک نہ اٹھ کر گردِ دنیا آسکی
جیسا آیا ویسا دنیا سے گیا ہے ماتی

نوری و خاکی سمجھ کر جاننا آساں نہیں
جانے کس ترکیب و طینت سے بنا ہے ماتمی

کیا کہوں میں چلتا پھرتا اِک عزاخانہ ہے وہ
کربلا جس میں دِکھے وہ آئینہ ہے ماتمی

دو سِروں کے درمیاں ہے عالمِ ہست و وجود
اک سرا وحدانیت ہے اک سرا ہے ماتمی

روشنی سے اپنی ہی روشن ہے جو روشن ضمیر
ہر عزاء کی انجمن کا وہ دیا ہے ماتمی

چھوڑ دے کرسی ذرا اے عرش کر جھک کر سلام
خون میں اپنے ہی ڈوبا آرہا ہے ماتی

کیا حصار لفظ میں آئے بیاں اُس کا نوید
میں نے جو لکھا ہے اُس سے بھی سوا ہے ماتی

یا حسینؑ

اللہ جو کرے وہ عبادت ہے یا حسینؑ
قرآن جو کرے وہ تلاوت ہے یا حسینؑ
بھیجی ہے جو خدا نے شریعت ہے یا حسینؑ
جو اولیاء کی ہے وہ طریقت ہے یا حسینؑ
جو وحد ھو ہے وہ احدیت ہے یا حسینؑ
عصمت ہے یا حسینؑ ولایت ہے یا حسینؑ
حجت ہے یا حسینؑ وہ آیت ہے یا حسینؑ
جس پہ ملی نبی کو رسالت ہے یا حسینؑ
اسلام یا حسینؑ ہدایت ہے یا حسینؑ
اتمامِ دیں ہے جس پہ وہ نعمت ہے یا حسینؑ
جو فاطمہؑ کی ہے وہ ریاضت ہے یا حسینؑ
زینبؑ کے دل میں ہے جو وہ حسرت ہے یا حسینؑ
فوجِ خدا کی ہے جو وہ رایت ہے یا حسینؑ
غازی کے بازوؤں میں جو قوت ہے یا حسینؑ

فقرِ علی ہے گریۂ عصمت ہے یا حسینؑ
یعنی امامِ عصر کی نیت ہے یا حسینؑ
نصرت ہے یا حسینؑ نیابت ہے یا حسینؑ
آدمؑ کو جو ملی ہے وہ خلعت ہے یا حسینؑ
جو نوحؑ کو ملی ہے وہ حالت ہے یا حسینؑ
داؤدؑ کو ملی ہے جو سورت ہے یا حسینؑ
یوسفؑ کو جو ملی ہے جو نسبت ہے یا حسینؑ
جو ہے ملی خلیلؑ کو دولت ہے یا حسینؑ
موسیٰؑ کو جو ملی ہے وہ ہیبت ہے یا حسینؑ
عیسیٰؑ کو جو ملی ہے وہ غربت ہے یا حسینؑ
ساکن ہے جس پہ عرش سکونت ہے یا حسینؑ
افلاک میں ہے جس سے کہ حرکت ہے یا حسینؑ
قائم ہے جس پہ کن وہ حرارت ہے یا حسینؑ

یومِ الست یومِ قیامت ہے یا حسینؑ
حق کی رضا ہے اجرِ رسالتؐ ہے یا حسینؑ
اس زندگی کی ایک ہی اجرت ہے یا حسینؑ
اس کائنات کُن کی ضرورت ہے یا حسینؑ
یعنی نوید میری ریاضت ہے یا حسینؑ

نوحہ

اے خدا کیا راز تھا کیوں نُت بنا دیکھا کیا
کس لئے زینبؑ کو ہوتے بے ردا دیکھا کیا

بازوئے زینبؑ رسن میں پشت پر جکڑے ہوئے
میرے منہ میں خاک ہائے تو یہ کیا دیکھا کیا

اس میں کیا حکمت تھی تیری بول اے ربِّ رحیم
تیر کی زد پر جو ننھا سا گلا دیکھا کیا

ماورائے عقل ہے جو مصلحت کیا تھی تری
سینۂ اکبرؑ میں کیوں نیزہ گڑا دیکھا کیا

لاشۂ شبیرؑ روندا جا رہا تھا جس گھڑی
اس گھڑی زینبؑ کو تو دیتے صدا دیکھا کیا

خاک پر پیاسا تڑپتا تھا وہ نفسِ مطمئن
اور تو بیٹھا تماشائے رضا دیکھا کیا

دو خدا ہوتے تو میں مان لیتا بے دھڑک
اک خدا کو زیرِ خنجر اک خدا دیکھا کیا

میں یہ کیسے مان لوں رہتا ہے جس شہ رگ میں تو
تو اسی شہ رگ سے خوں بہتا ہوا دیکھا کیا

کیا ستم ہے یہ بہا جس پر مسیحا کا لہو
ہائے تو اس خاک میں رنگِ شفا دیکھا کیا

جس فنا نے نذرِ آتش کردیا زہراؑ کا گھر
اُس فنا میں ہائے تو اپنی بقا دیکھا کیا

رکھ کے جس دامن میں سر شبیرؑ کو آتا تھا چین
ہائے اُس دامن کو تو جلتا ہوا دیکھا کیا

دیکھ کر شامِ غریباں کا اندھیرا اے خدا
کچھ نہ دیکھا بس میں تیرا دیکھنا دیکھا کیا

ضعفِ گریہ نے مری بینائی لے لی اے نویدؔ!
اور اک تیرا خدا جو کربلا دیکھا کیا

جوابِ نوحہ

مرا نوحہ بھی سُن اپنا تو نوحہ کر لیا تو نے
تجھے معلوم کیا غفلت کے مارے کیا کیا تو نے

بتا شبیرؑ میں اور مجھ میں تو نے کیا دوئی دیکھی
تری غفلت جو رکھا درمیاں یہ فاصلہ تو نے

جو "میں" میں "تو" کو کر دو جمع ہوگا اس کا حاصل "میں"
وہ ہے "میں" اور میں ہوں وہ ابھی سمجھا ہے کیا تو نے

میں ہوں کعبہ تو وہ قبلہ، عبادت میں تو وہ سجدہ
اسے مجھ سے مجھے اُس سے کیا کیسے جدا تو نے

وہ میں ہی تھا صدا دیتا تھا جو حلقِ بُریدہ سے
تہہِ خنجر تھا میرا استغاثہ جو سُنا تو نے

یہ کیا لبیک کہہ کر ہاتھ خود ہی رکھ لیا سَر پہ
بتا کب اپنے سَر کو ہاتھ پہ اپنے رکھا تو نے

نہ رکھا قاتل و مقتول میں کچھ فرق تو نے کیوں
تِرا حرص و ہوا پہ بھی بِرا غم بھی کیا تو نے

تو خود کو کیسے ڈھونڈے گا تو مجھ کو کیسے پائے گا
کہ نفس اندر تو خواہش کا اندھیرا بھر لیا تو نے

تجھے دینے کو غم میں نے رکھا تھا سر تہہِ خنجر
مرے غم کی بھی نعمت میں نہ ڈھونڈا تزکیہ تو نے

تری حالت پہ وقتِ عصر میں کیا کیا نہ خوں اُگلا
مری غربت پہ رو رو کر لیا کیسا مزا تو نے

کب اِن تیروں کا غم ہے درد اِن زخموں کا ہے مجھ کو
نہ کرکے آپ کی اصلاح جو زخمی کیا تو نے

(نامکمل)

کربلا ہوگئی تیار

کربلا ہوگئی تیار کوئی ہے تو چلے
مرضیِ رب کا خریدار کوئی ہے تو چلے

پھینک کر اپنی سپر کھول کے سب بندِ زرہ
توڑ کر زانو پہ تلوار کوئی ہے تو چلے

ہے کوئی شبہ کے گلے کی جگہ رکھے جو گلا
ہے رواں خنجرِ خونخوار کوئی ہے تو چلے

شبہ پہ چلتے ہوئے تیروں کو بدن پر کھانے
روکنے حلق پہ تلوار کوئی ہے تو چلے

ہے وہی بیعت و سر پیچ صدائے انکار
ہے کوئی صاحبِ انکار کوئی ہے تو چلے

عصر کا ڈوبتا سورج یہ صدا دیتا ہے روز
منتظر ہیں شہہ ابرار کوئی ہے تو چلے

فجر ہو ظہر ہو یا عصر ہو مغرب کہ عشاء
استغاثہ ہے لگاتار کوئی ہے تو چلے

روند کر حرص و ہوا جاہ و حشم منصب و مال
پیرو حرِّ جگردار کوئی ہے تو چلے

جھلملا کر جو ہوا صبح کا تارا خاموش
سحر نے مڑ کر کہا اک بار کوئی ہے تو چلے

رات بھر سحر کی صدا آتی ہے کانوں میں نوید
شب عاشور کا بیدار کوئی ہے تو چلے

کربلا ہو چکی ہے، کربلا ہو رہی ہے، کربلا ہونی ہے

جانے والوں کے لئے، بسنے والوں کے لئے آنے والوں کے لئے
کربلا ہو چکی ہے، کربلا ہو رہی ہے، کربلا ہونی ہے

کربلا کب ہے زماں، کربلا کب ہے مکاں، روحِ تہذیبِ جہاں
آشنا ہو چکی ہے، آشنا ہو رہی ہے، آشنا ہونی ہے

کربلا حق کی پسند، کربلا حق کی زقند، ہر زمانے سے بلند
یہ بپا ہو چکی ہے، یہ بپا ہو رہی ہے، یہ بپا ہونی ہے

کربلا حق کا ہے ناز، کربلا حق کا نیاز، کربلا حق کی نماز
جو ادا ہو چکی ہے، جو ادا ہو رہی ہے، جو ادا ہونی ہے

ہُو سے مستانے کی راکھ، ہُو سے فرزانے کی راکھ، ہُو سے پروانے کی راکھ
کیمیا ہو چکی ہے، کیمیا ہو رہی ہے، کیمیا ہونی ہے

ہے جو حل من کی صدا، ہے وہی کُن کی ضدا، جزو کی کُل کی ضدا
یہ صدا ہو چکی ہے، یہ صدا ہو رہی ہے، یہ صدا ہونی ہے

تم کہیں تھے کہ نہیں، تم کہیں ہو کہ نہیں، کہیں ہو گے کہ نہیں
ابتدا ہو چکی ہے، ابتدا ہو رہی ہے، ابتداء ہونی ہے

میرؔ کی ہوں کہ کمیتؔ ہوں وہ دعبلؔ کہ انیسؔ، ہوں فرزدقؔ کہ نویدؔ
ہاں عطا ہو چکی ہے، ہاں عطا ہو رہی ہے، ہاں عطا ہونی ہے

وهو العلی العظیم

از ازل گفتم

خاکِ پائے ماتم گسارانِ حسینِ۔مظلوم

از

میر احمد نوید

کرم یا فاطمہؑ

خاص زہراؑ کا عطیہ ہے یہ پروازِ نویدؔ
پر یہ آتی ہے بلندی پر کے جل جانے کے بعد

اللہ رے نویدؔ کی پرواز الاماں
تکتے ہیں جبرئیلؑ بھی جس کی اڑان کو

کرم یا علیؑ

علیؑ نے میرے کاسے میں فقیری ڈال دی جس دم
نویدؔ اُس دم میرے دل پر کھلا دستِ خدا کیا ہے

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم
پیشوائے تمام رندانم
کہ سگِ کوئے شیرِ یزدانم
من بغیرِ علی نہ دانستم
علی اللہ از ازل گفتم
لعل شہباز قلندر کبریا

مصروفِ سیرِ عرش رہا میں جہاں نوید
اک خلق مجھ کو خاک بسر دیکھتی رہی

ہر آں کتاب خالیِ ذکرِ علیؑ بود
لعنت بداں کتاب و صاحب کتاب را
لعل شہباز قلندرؒ کبریا

یہ حُبِّ خداوند ہے یا بغضِ علیؑ ہے
مل کر بھی علیؑ سے جو خدا ڈھونڈ رہے ہیں
میر احمد نویدؔ

دعا نگاہ

سخی لعل شہباز قلندرؒ کبریا

اور

سید سخی باوا کریم صدا حسین جلالی قلندری بخاری ہاشمی القرشی

اسی کرم نے مجھے مست کردیا ہے نوید
کرم جو حال پہ میرے صداؒ حسین کا ہے

انتساب

اپنے والدِ بزرگوار عابدِ شب زندہ دار
سید غلام الثقلین جعفری

اور

اپنی والدۂ ماجدہ
سیدہ بیگم زیدی کے نام

ترتیب

○

یارب مجھے ازل کا دفینہ قرار دے
انگشتریِ علی کا نگینہ قرار دے

اظہار جس کی "میں" سے ہوا "تُو" کے نُور کا
میرا خمیر اُس کا پسینہ قرار دے

مجھ سے گزر کے خلقِ خدا کو ملے علی
بامِ الست کا مجھے زینہ قرار دے

جس علم میں کہ نقطۂ با ہے چُھپا ہُوا
عاجز کے قلب کو وہ خزینہ قرار دے

جس دل میں تُو سما سکے وہ دل ہو میرا دل
جو عشق سے بھرا ہو وہ سینہ قرار دے

O

نہ "ہے" کی بات تھی کوئی نہ تھی "نہیں" کی بات
علیؑ تو جب سے ہے رب جب نہ ذات تھی نہ صفات

کہ جب نہیں بھی نہیں تھا نہ تھے وجود و عدم
کہ جب ہوئی بھی نہ تھی عالمِ تضاد کی بات

نہ تھے زمان و مکاں اور نہ تھے خفی و جلی
نہ وقت تھا نہ زمانہ نہ کُن نہ موجودات

کہاں سے لائیں گے حد میں اُسے حدوث و قدیم
کہ جب ہوئی نہ بنائی گئی خدا کی ذات

مری "نہیں" بھی اگر میری "ہے" سے ہے مشروط
تو مجھ پہ کیسے کُھلے "ہے" سے ماورا ہے جو ذات

○

علیؑ کے باب میں "ہے" یا "نہیں" نہیں ہے جناب
"نہیں" ہے کفر کا باب اور "ہے" ہے شرک کا باب

یہ سوچنا وہ خدا ہے کہ وہ نہیں ہے خدا
ترے شمار و عدد سے ہے ماورا یہ حساب

علیؑ کلام ہے یعنی کلام ہے نقطہ
کھلا یہ مجھ پہ جو میں نے پڑھی وہ لوحِ کتاب

کھلا یہ مجھ پہ کہ مستی ہے انتہائے ہوش
جو میں نے جامِ قلندرؒ سے پی ولا کی شراب

جو ہاتھ اٹھے تھے طلب کو وہ جُڑ گئے یعنی
سوال میں نہ سمائی ترے جواب کی تاب

○

گلی گلی ہمیں جانا علی علی کرنا
کہیں بھی کرنا ٹھکانا علی علی کرنا

ہمیں اندھیرے سے کیا ہے کہ یہ رہے نہ رہے
ہمیں چراغ جلانا علی علی کرنا

ہمیں غرض ہی نہیں ہے کوئی سُنے نہ سُنے
ہمیں تو سنکھ بجانا علی علی کرنا

نکل کے ماضی و فردا و حال سے باہر
بھلے ہو کوئی زمانہ علی علی کرنا

خوش آ گیا ہے جہاں کو قلندرانہ مزاج
ہمارا وجد میں آنا علی علی کرنا

٥

زمیں زمیں زماں زماں مکاں مکاں گلی گلی
خدا کو ڈھونڈتا تھا میں کہ مل گئے مجھے علیؑ

صفت خفی کی ہے جلی، جلی کی ذات ہے خفی
خدا ہے ذات علیؑ صفت خدا خفی علیؑ جلی

صفت سے آگے جائے کون کہ تابِ ذات لائے کون
علیؑ پہ آ کے رک گئی خدا کی بات جب چلی

نہیں "میں" "ہے" نہیں ہے کیا کہ "ہے" میں کیا "نہیں" نہیں
سو "ہے" سے پہلے ہے علیؑ "نہیں" سے پہلے ہے علیؑ

جو یہ ملیں تو بندگی نہ مل سکیں تو کافری
نفس کا اک سرا خودی نفس کا اک سرا علیؑ

O

کبھو ڈھونڈوں میں اُس کو کیا بن کر
ہے جو موجود شے میں "لاؔ" بن کر

جو خدا کو خدا بناتا ہو
کیا کرے گا وہ خود خدا بن کر

ہے اگرچہ بنائے الااللہ
رہتا ہے بندۂ خدا بن کر

خود میں گم کرکے ابتدا کا سرا
چھپ گیا ہے وہ انتہا بن کر

اُس کے چہرے میں ہے ہر اک چہرہ
وہ جو اترا ہے آئنہ بن کر

○

اٹھا ہے جب بھی کسی دل میں آگہی کا سوال
تو بن گیا ہے خدا خود بہ خود علی کا سوال

سزا اگر نہیں دیتا نہ دے یقین تو دے
کہاں ہے تُو کہ یہ ہے میری زندگی کا سوال

علی جواب ہے جس کا ہے وہ سوال خدا
خفی سے کر کے تو دیکھو کبھی جلی کا سوال

مرے وجود پہ اک بے خودی ہوئی طاری
علی سے میں نے کیا جس گھڑی خودی کا سوال

نہ درمیان میں "مَیں" تھا نہ درمیان میں "تُو"
علی سے میں نے کیا جس گھڑی علی کا سوال

O

نہ پوچھ مجھ سے کہ کس میں ہے مجھ علیؑ کا فسوں
فقیر مجھ سے ہے واللہ میں فقیر سے ہوں

یہ تیری راہ ہیں مجھ تک بڑا مقام نہیں
یہ عشق و مستی و عقل و خرد یہ جذب و جنوں

نہ ابتدا ہے مری اور نہ انتہا ہے مری
نہ کوئی میرا دروں ہے نہ کوئی میرا بروں

مرا مقام کہاں اور ترا قیاس کہاں
نہ یوں ہوں اور نہ ووں ہوں نہ جوں ہوں اور نہ توں

یہ معرفت ہے کہ تو خبطِ معرفت سے نکل
نہ یوں ملوں گا تجھے اور تجھے ملوں گا نہ یوں

O

مجھے تو نور کا ہر سلسلہ علیؑ سے مِلا
نبیؐ علیؑ سے مِلے اور خدا علیؑ سے مِلا

علیؑ نہ ہوتے تو کس طرح خود کو پاتا میں
جو سچ کہوں مجھے میرا پتا علیؑ سے مِلا

وہ جس سبب عُرفِ نفسہٗ کو پہنچا میں
مرے وجود کو وہ آئنہ علیؑ سے مِلا

وہ جس کی لَو ہے وجود اور روشنی ہے شہود
مجھے اَحد کا وہ روشن دیا علیؑ سے مِلا

یہی کہوں گا علیؑ سے علیؑ ملے مجھ کو
جو کوئی مجھ سے یہ پوچھے کہ کیا علیؑ سے مِلا

کہاں پہ رکھتی سر اپنا جبینِ بے سجدہ
مری جبیں کو درِ سیدہ علیؑ سے مِلا

میں خود تراشتا اُس کو تو بس صنم ہوتا
یہ شکر ہے مجھے میرا خدا علیؑ سے مِلا

الست سے مری ہستی کو یومِ دین تلک
خدا گواہ کہ جو کچھ مِلا علیؑ سے مِلا

مری طرح نہ کوئی در بہ در ہو اے مالک
تجھے جو ڈھونڈے اُسے اے خدا علیؑ سے مِلا

میں وہ فقیر ہوں سالک سے تا سلوک نوید
کہ میں نے جو بھی لیا اور دیا علیؑ سے مِلا

o

مجھ کو سب کچھ عطا علیؑ نے کیا
خاک تھا کیمیا علیؑ نے کیا

یہ نہ پوچھو کہ کیا علیؑ نے کیا
ہاں خدا کو خدا علیؑ نے کیا

ہو کے ظاہر "نہیں" میں "ہے" کی طرح
پُر خدا کا خلا علیؑ نے کیا

اِن کے سجدے میں جھک گئی تھی نماز
تیغ سے مسح کیا علیؑ نے کیا

ایک وحدت کو مل گئی کثرت
ایک دروازہ وا علیؑ نے کیا

وہ جو "میں" بھی ہے اور "تو" بھی ہے
خلق وہ آئنہ علی نے کیا

گرد آلود ہر زمانے میں
دیں کو پھر سے نیا علی نے کیا

جو علی نے کہا وہ ہو گیا کُن
یعنی جو کچھ کیا علی نے کیا

درد جب بھی ہوا ہے دل میں نوید
درد کو ہی دوا علی نے کیا

O

وجود علیؑ کو دیا "لا" بنا لیا خود کو
علیؑ میں جیسے خدا نے چھپالیا خود کو

خود اپنی شکل میں ظاہر کیا علیؑ کا وجود
علیؑ کو سامنے کر کے ہٹالیا خود کو

کبھی خدا نے خدا سا کیا علیؑ کا وجود
کبھی علیؑ سا خدا نے بنا لیا خود کو

علیؑ کی شکل میں پا کر وجود کعبے میں
خود اپنے گھر میں خدا نے بسا لیا خود کو

رخِ علیؑ کو اَحد کا بنا کے آئینہ
خود اپنے حُسن کا جلوہ دکھا لیا خود کو

ہر ایک شے کو کہا کُلُّ مَن علَیہَا فَان
علیؑ کے چہرے میں چہرہ بنالیا خود کو

دمِ الست سے بچھڑا ہوا تھا میں خود سے
علیؑ کو پا کے لگا میں نے پالیا خود کو

ہوئی جو داد کی خواہش خدا سے مجھ کو نویدؔ
تو خود ہی کہہ کے قصیدہ سنا لیا خود کو

o

خدا سوال کا سبو جواب کی شراب علیؑ
جو چہرۂ خدا پہ ہے وہ نور کا نقاب علیؑ

علیؑ کی پشت پر ہے کون کس کو کیا خبر ہے کون
پسِ حجاب کیا کھلے کہ ہے سرِ حجاب علیؑ

نہ پوچھ یہ خدا ہے کیا یہ پوچھ کیا نہیں خدا
"نہیں" خدا کا ہے حجاب کہ "ہے" کی آب و تاب علیؑ

جو لا کا ہے وجود علیؑ خدا وجود کا ہے لا
خدا شمار بے عدد اَحد کا ہے حساب علیؑ

کبھی قیام ہے ورا کبھی مقام ماورا
جو سمٹے تو وہ نقطہ ہے کھلے تو ہے کتاب علیؑ

وہ تقویٰ ہے وہ فقر ہے وہ صبر ہے وہ شکر ہے
جوشرک ہے نہ کفر ہے وہ عشق کی شراب علیؑ

شکست کو ارادے سے بدل کے رکھ دے فتح میں
ہے ربِّ کعبہ کی قسم وہی تو کامیاب علیؑ

جو پوچھتا ہے تو نویدؔ تو سن صدائے ھُو نویدؔ
ترے ہر اک سوال کا بس ایک ہے جواب علیؑ

○

علیؑ خدا کی ہے "مَیں" اور علی کا "تُو" ہے خدا
بہ ربِ کم کی ہے مے جس میں وہ سبو ہے خدا

وہی جو "ہے" میں "نہیں" ہے وہی "نہیں" میں جو "ہے"
وہی علیؑ ہے کبھو اور وہی کبھو ہے خدا

علیؑ خدا کی مشیت علیؑ خدا کی دلیل
علیؑ ہوں سامنے تو سمجھو رو بہ رو ہے خدا

خدا کو درمیاں رکھنا تھی اپنے اصل کی مشکل
علیؑ کو ایسا بنایا کہ ہو بہ ہو ہے خدا

علیؑ کی شکل میں مجھ کو خدا مِلا تو کُھلا
کہ سو بہ سو ہے علیؑ اور سو بہ سو ہے خدا

یہ ھاوھُو کی ہے یکجائی عالمِ لاہوت
علیؑ کو ھا جو کہوں میں تو سمجھو ھُو ہے خدا

اُسی کا کام ہے مخلوق کی خبر گیری
علیؑ کے بھیس میں خلقت کا چارہ جو ہے خدا

مرا خدا اُسے ہر شرک سے بچائے نویدؔ
علیؑ کو پائے وہ جس جس کی جستجو ہے خدا

o

کوئی دلیل لائی نہ اُس کی کوئی سند ، مدد یا علیؑ مدد
ہر اک دلیل سے ہوئی ہر اِک دلیل رد ، مدد یا علیؑ مدد

اک صفر کے ہیں مثبت و منفی اِدھر اُدھر یہ صفر کیا ہے پر
کیسے یہ صفر توڑے کہ عاجز ہے یہ خرد ، مدد یا علیؑ مدد

کیسا کہاں کا طاق تو کیسا کہاں کا جفت ، ناگفتنی چہ گفت
دوڑے ہزار ہند سے پر لا سکے نہ حد ، مدد یا علیؑ مدد

تقسیم کیسی ، ضرب ہے کیا ، جمع کیا نفی ، ہے ہر جلی خفی
اک فرض پر حساب کھڑا ہے یہ صد بہ صد ، مدد یا علیؑ مدد

مثبت سے منفی ، منفی سے مثبت ہوا جو رد ، تھے صفر سب عدد
خود ہی عدد کی بے عددی کھا گئی عدد ، مدد یا علیؑ مدد

اک حد پہ آکے لوٹ گئی یاس سے خرد ، اور لا سکی نہ حد
بے کار ہو گئے برے سب طول سب بلد ، مدد یا علیؑ مدد

o

آج تک کوئی سمجھا کہاں اے علیؑ تیری تنہائیاں
اک فقط ہیں تری رازداں اے علیؑ تیری تنہائیاں

کس کو یارا کرے گفتگو گونجتی ہے یہاں صرف ھُو
بولتیں ہیں خدا کی زباں اے علیؑ تیری تنہائیاں

جگمگاتیں نہ توحید میں گرماتیں نہ توحید میں
آخرش پھر سمٹتیں کہاں اے علیؑ تیری تنہائیاں

ختم و آغاز کیسے کھلے رب کا انداز کیسے کھلے
کبریائی کا رازِ نہاں اے علیؑ تیری تنہائیاں

ذاتِ شاہد میں مشہود میں ہاں وجود اور موجود میں
کم سے کم ہے جو فصلِ کماں اے علیؑ تیری تنہائیاں

حسن سے دید کی عین تک جلوۂ قابَ قوسین تک
ہاں بس اک پردۂ درمیاں اے علیؑ تیری تنہائیاں

ابتدا، انتہا، کبریا، انبیاء، اوصیاء، اولیاء
سب ہیں چپ بولتیں ہیں جہاں اے علی تیری تنہائیاں

سرِّ رازِ الف لام میم، ایلیا و علی و علیم
غیب رس، غیب بیں، غیب داں اے علی تیری تنہائیاں

کیسا کوئی سلام و کلام جب نہیں ہے جواب سلام
اُف یہ توقیرِ علم الاماں اے علیؑ تیری تنہائیاں

ہچکیاں اور یہ گریہ ترا یہ کنواں اور یہ گریہ ترا
اے علیؑ تیری تنہائیاں اے علیؑ تیری تنہائیاں

رو رہی ہیں جو شام و سحر فاطمہؑ تیری تنہائی پر
فاطمہؑ پر ہیں گریہ کناں اے علیؑ تیری تنہائیاں

سوچتا ہے یہ اکثر نویدؔ کھوجتا ہے یہ اکثر نوید
ختم ہوتیں ہیں جا کر کہاں اے علیؑ تیری تنہائیاں

○

ڈھونڈے سے کب کسی کو مِلا ہے علیؑ کا راز
اک مست ہے کہ جس پہ کُھلا ہے علیؑ کا راز

پھر کھول لے یہ راز اگر تجھ سے کُھل سکے
اتنا تجھے بتادوں خدا ہے علیؑ کا راز

یعنی علیؑ ہے جس میں کہ مستور ہے خدا
یعنی ولی ہے جس میں چھپا ہے علیؑ کا راز

ہے رازِ امر ، رازِ ارادہ، ہے رازِ کُن
یعنی ہر اک بھرے کا بھرا ہے علیؑ کا راز

یہ چل دیا فقیر کے پیچھے میں اے نویدؔ
یا میرے آگے آگے چلا ہے علیؑ کا راز

○

مقامِ مستی ہے یہ ہوش سے گزرنا تم
علیؑ کو بھی نہ علیؑ کا شریک کرنا تم

علیؑ سے ملنے کو نکلے ہو تم تو یہ سن لو
خدا پہ رُک نہیں جانا مگر گزرنا تم

ہزار دامِ خدا و خدائی آئیں گے
علیؑ کی تہہ میں ذرا دیکھ کر اترنا تم

جو چاہتے ہو اسے دیکھنا تو یہ سن لو
جدھر ہو وہ نہ نظر اُس طرف کو کرنا تم

مجھے تو خود نہ نظر آکے وہ نظر آیا
کسی سے کیا کہوں کیا دیکھ کر گزرنا تم

قیامِ فقر ہے آرائشِ فقیر ہے یہ
علیؑ کا آئنہ ہے دیکھ کر سنورنا تم

یہ جان لینا وہی صاحبِ جلال ہے بس
رحیم گر کہیں دیکھو تو خوف کرنا تم

O

ہر رمز میں خدا کے چھپی ہے علی کی بات
ذکرِ خدا چلا تو چلی ہے علی کی بات

جس نے فقیر کو نہ سنا بولتے ہوئے
پھر اس نے کیا کسی سے سُنی ہے علی کی بات

جچتی نہیں ہے اور کسی بھی زبان پہ
بس فقر کے لیے ہی بنی ہے علی کی بات

دیکھ آیا عرش و فرش و زمان و مکاں کو میں
بس فقر کے ہی پاس ملی ہے علی کی بات

ظاہر اسی فقیر سے ہوتا ہے ہر غیاب
جس نے بیان حال سے کی ہے علی کی بات

آ کر جلی ہوئی ہے وجودِ فقیر میں
رمزِ خدا و رمزِ خفی ہے علیؑ کی بات

کہہ دیں فقیر و سالک و درویش و رند و مست
میری طرح کسی نے جو کی ہے علیؑ کی بات

معراج تک یہ ذکر تو پہنچا مگر ہتا
ذکرِ خدا ہوا کہ ہوئی ہے علیؑ کی بات

کیوں پا رہا ہے عرش پہ خود کو ہر اک ملنگ
کیا پھر کسی فقیر نے کی ہے علیؑ کی بات

آیا مجھے بھی ذکرِ خدا کا مزا نویدؔ
جب سے مری زباں کو ملی ہے علیؑ کی بات

o

مرے وجود پہ اتنا ہی بس کھلا ہے علیؑ
خمیر جس کا خدا ہے وہ کیمیا ہے علیؑ

نہیں ہے اس کے سوا کچھ جواب کی صورت
سوال پر کیسے جاؤں سوال کیا ہے علیؑ

یہ خامشی و صدا سے گزر کے کھلتا ہے
جو خامشی ہے، خدا ہے، جو ہے صدا ہے علیؑ

ملا تو ہے کوئی مجھ کو مگر نہیں کھلتا
خدا مِلا ہے یہ مجھ کو کہ یہ مِلا ہے علیؑ

انہی سِروں میں ہی موجود ہے کہیں توحید
جو اک سِرا ہے خدا اور اک سِرا ہے علیؑ

○

''نہیں'' میں ''لا'' تھا نہاں ''لا'' میں تھا خدا کا وجود
علیؑ کے سجدے نے ظاہر کیا خدا کا وجود

میں کیا بتاؤں کہ موجودیٔ علیؑ کیا ہے
جو ہو جدائے فنا و بقا خدا کا وجود

علیؑ کو سمجھا ہے کیا کوئی یہ ہے بعد کی بات
کسی کی عقل میں آیا ہے کیا خدا کا وجود

کھلے تو کیسے کہ آخر ہے کون کس کا حجاب
ہو خامشی جہاں سجدہ صدا خدا کا وجود

خدا میں مجھ کو ملا ہے علیؑ خفی و جلی
نصیر کو جو علیؑ میں ملا خدا کا وجود

o

مستی میں یا علیؑ کی صدا خود بہ خود ہوئی
میں دردِ لا دوا تھا دوا خود بہ خود ہوئی

ظاہر علی سے نورِ خدا خود بہ خود ہُوا
ہر اِک بقا علیؑ میں فنا خود بہ خود ہوئی

ہو دیکھنا تو دیکھ اُسے کُن کی آنکھ سے
جس کی ادا خدا کی ادا خود بہ خود ہوئی

پوشیدہ رازِ خالقِ کُن میں ہے کائنات
کیا خود بہ خود بنی ہے یہ کیا خود بہ خود ہوئی

کُن تک مجھے پہنچ کے دِکھا ہے جو ہوش مند
اِک مست پر یہ راہ تو وا خود بہ خود ہوئی

o

سجدہ علیؑ کے در کا عبادت خدا کی ہے
منہ دیکھنا علیؑ کا زیارت خدا کی ہے

اے کاش تم سمجھ سکو پردے میں رحم کے
یہ قہر ہے خدا کا جلالت خدا کی ہے

ظاہر صفت ہے اس کا تو باطن ہے اس کا ذات
پردے میں وہم کے یہ حقیقت خدا کی ہے

اس کے سوا نہیں ہے خدا کی کوئی دلیل
حجت ہے یہ خدا کی یہ آیت خدا کی ہے

مجھ میں علیؑ سمایا تو مجھ پر کھلا نوید
قامت علیؑ کی اصل میں قامت خدا کی ہے

٥

عشق سے ملتی ہے ہر حال میں خدا کی تلاش
کہ ہے "الہ" سے پہلے وجودِ "لا" کی تلاش

تو کیا ہے ذاتِ حقیقت ہے کیا صفت کا وجود
اگر ہے حُسنِ عشق حیرتِ خدا کی تلاش

غرور کے حُسن سے حیرت ہے خوف سے جُوتی
جب انتہا سے ملاتی ہے ابتدا کی تلاش

خدا کا نام ہے حیرت علیؑ کا نام ہے خوف
تُو جان لے گا کرے گا جو کبریا کی تلاش

علیؑ حجاب و تعارف علیؑ دلیل و وجوب
کُھلا یہ مجھ پہ جو کی میں نے "کیا" سے "کیا" کی تلاش

تو کیا تلاش کیا تُو نے پھر خدا کا وجود
جو تجھ سے مِل نہ سکی آ کے خود خدا کی تلاش

علیؑ کی تجھ کو قسم پوچھ اویسِ قرنی سے
ہے کیا خدا کی تلاش اور مصطفیٰؐ کی تلاش

وہ لے گئی مجھے دربار میں علیؑ کے نوید
ازل سے تھی جو سلونی کی اک صدا کی تلاش

O

علیؑ کو سجدہ کیا جس نے وہ جبیں بھی علیؑ
خدا کے پردے میں "ہے" بھی علیؑ "نہیں" بھی علیؑ

خدا کا پردہ نہ تجھ سے اُٹھا نہ مجھ سے اٹھا
ترا گماں بھی علیؑ ہے مرا یقیں بھی علیؑ

ہیں درمیان میں جس کے ہزار یومِ الست
وہ اوّلیں بھی علیؑ ہے وہ آخریں بھی علیؑ

میں لا مکاں میں کسی لا مکیں کی ہوں صورت
مرا مکاں بھی علیؑ ہے مرا مکیں بھی علیؑ

یہ عشق حُسن پہ جب مر مٹا تو اُس پہ کھلا
کہ حُسن جس کی ہے مخلوق وہ حسیں بھی علیؑ

○

علیؑ سے میں نے علیؑ کا اِدھر سوال کیا
اُدھر علیؑ نے مجھے مست و لازوال کیا

بنا کے رند عطا کر کے ساغرِ مستی
خیالِ ہست سے بیگانہ خیال کیا

مجھے خبر نہ ہوئی عرضِ حال سے پہلے
مرے علیؑ نے مجھے بے نیازِ حال کیا

ہماری مستی قلندرؒ سے پوچھ اے واحد
کبھی تجھے بھی نہ ہم نے تری مثال کیا

نوید سب ہے یہ ننھیال دادھیال کا فیض
مجھے انیسؒ و قلندرؒ نے مالا مال کیا

O

نقاب جس کا ہے "لا" وہ رُخ "الہ" علی
علی پناہ خدا ہے خدا پناہ علی

ہو فرش پر تو علی ہے ہو عرش پر تو خدا
علی کی راہ خدا ہے خدا کی راہ علی

اسی طرح سے علی کا ہے اک گواہ خدا
کہ جس طرح سے خدا کا ہے اک گواہ علی

وہ جس سے دیکھے علیؑ خود کو وہ نگاہ خدا
وہ جس سے دیکھے خدا خود کو وہ نگاہ علیؑ

یہ جاننا ہے تو ہونا پڑے گا تجھ کو فقیر
کہ فقر جس کا گدا ہے وہ بادشاہ علیؑ

علیؑ کے سینے میں جو علم تھا نکل آیا
علیؑ کے سینے میں جو رہ گئی وہ آہ علیؑ

○

علیؑ کو دیکھا خدا کو دیکھا خدا کو دیکھا علیؑ کو دیکھا
علیؑ کو پایا خدا کو پایا خدا کو پایا علیؑ کو پایا

علیؑ کی قامت خدا کی قامت خدا کی قامت علیؑ کی قامت
علیؑ کو مانا خدا کو مانا خدا کو مانا علیؑ کو مانا

علیؑ کی صورت خدا کی صورت خدا کی صورت علیؑ کی صورت
علیؑ کو سمجھا خدا کو سمجھا خدا کو سمجھا علیؑ کو سمجھا

علیؑ کی نسبت خدا کی نسبت خدا کی نسبت علیؑ کی نسبت
علیؑ کو جانا خدا کو جانا خدا کو جانا علیؑ کو جانا

علیؑ کی قدرت خدا کی قدرت خدا کی قدرت علیؑ کی قدرت
علیؑ کو سجدہ خدا کو سجدہ خدا کو سجدہ علیؑ کو سجدہ

o

اَمر ہے کُن ہے مشیت ہے ارادہ ہے علی
کُل کا کُل جس میں ہے پوشیدہ وہ نقطہ ہے علی

کس میں یہ تاب پسِ نورِ علی دیکھ سکے
جس میں اللہ ہے مستور وہ پردہ ہے علی

ایک ہی نور سے ہے باطن و ظاہر کا وجود
ہو جو پنہاں تو خدا ہے جو ہو پیدا ہے علی

جاں میں جاں آئی میں جب اپنے تئیں جاں سے گیا
جب نظر آیا نہ کچھ تب نظر آیا ہے علی

میں سمایا نہ کسی اوّل و آخر میں نویدؔ
کر کے جب مست مجھے مجھ میں سمایا ہے علی

○

میں اپنے آپ سے نکلا علی علی کرتے
میں اپنے آپ میں آیا علی علی کرتے

علی کے جلوے کو دیکھا خدا خدا کرتے
خدا کے جلوے کو دیکھا علی علی کرتے

کہاں کسی سے اُٹھا ہے علی کے عشق کا وزن
یہ وزن میں نے اٹھایا علی علی کرتے

میں خود کو عالمِ لاہوت و لامکاں میں مِلا
بس اک قدم جو اٹھایا علیؑ علیؑ کرتے

چھپا ہوا تھا میں خود سے ہی خود میں مثلِ خدا
میں خود ظہور میں آیا علیؑ علیؑ کرتے

علیؑ علیؑ سے مِلا ہے وہی مجھے بھی نوید
جو اولیا نے ہے پایا علیؑ علیؑ کرتے

○

پیدا یہ جسم و روح میں رشتہ علیؑ سے ہے
سانسیں علیؑ سے دل کا دھڑکنا علیؑ سے ہے

گردش یہ کائنات کی اپنے مدار میں
دن کا نکلنا رات کا چھپنا علیؑ سے ہے

لاتا ہے وہ ظہور میں اِس کائنات کو
پوشیدہ کُن میں ہے جو ارادہ علیؑ سے ہے

اپنی ہی کہکشاں میں ہے ہر ایک کائنات
ہر شے کا اک مقام پہ ہونا علیؑ سے ہے

ہر شے کے بطن میں ہے حرارت کا انتظام
ہردم یہ کائنات کا ہونا علیؑ سے ہے

نور کائنات ہو وہ کہ دائرہ کالا ہو
ہر حرکت وجود کا رشتہ علیؑ سے ہے

ذرّے میں کائنات سمائی ہے کس طرح
سمجھو گے کس طرح یہ کرشمہ علیؑ سے ہے

ہے کائنات وقت و حرارت نہ مادّہ
اک اختیار ہے کہ جو ملتا علیؑ سے ہے

یہ کائنات ہٹ کے زمان و مکاں سے دیکھ
تجھ پہ کھلے گا وہ جو زمانہ علیؑ سے ہے

اس در پہ کائنات سوالی ہے اس لئے
یعنی نویدِ جو بھی ہے ملتا علیؑ سے ہے

O

صفات و ذات کا ملتا علیؑ کا ملنا ہے
تجلیات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

علیؑ کا ملنا ہے جیسے کہ رازِ کن ملنا
کہ کائنات کا مِلنا علیؑ کا ملنا ہے

علیؑ کا ملنا ہے سرِ الست کا ملنا
کہ بینات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

علیؑ کا ملنا ہے امرِ حیات کا ملنا
رُخِ ممات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

علیؑ کا ملنا ہے جیسے وجوب کا ملنا
کہ ممکنات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

علیؑ کا ملنا ہے جیسے کہ نفی کا ملنا
رہِ ثبات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

علیؑ کا ملنا ہے امکانِ سرمدی ملنا
تحیرات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

علیؑ کا ملنا ہے جیسے بقا کا دن ملنا
فنا کی رات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

علیؑ کا ملنا ہے جیسے کہ مرکزہ ملنا
کہ شش جہات کا ملنا علیؑ کا ملنا

یہ کائنات ہے کیا "میں" ہے کیا خدا ہے کیا
انہی نکات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

جڑی ہوئی ہے علیؑ سے کچھ اس طرح ہر بات
کہ پوری بات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

خود اپنی ذات میں برتر علیؑ نہاں ہے نوید
خود اپنی ذات کا ملنا علیؑ کا ملنا ہے

O

نہ کچھ اس کے سوا سمجھا نہ کچھ اس کے سوا جانا
خدا کو میں علیؑ سمجھا علیؑ کو میں خدا جانا

سمجھ کر بھی خدا حسرت نہ پوری ہوسکی دل کی
علیؑ کو میں خدا سمجھا تو کیا سمجھا تو کیا جانا

علیؑ کے باب میں پوچھو تمہیں بھی مست کردیں گے
کہ ہم رندوں نے کیا سمجھا کہ ہم رندوں نے کیا جانا

نہیں سمجھا میں چہرہ ہے کہ وہ آئینہ وحدت کا
کبھی چہرہ اسے سمجھا کبھی میں آئنہ جانا

علیؑ کا ہے جو مستانہ علیؑ کا ہے جو دیوانہ
علیؑ کو ابتدا سمجھا علیؑ کو انتہا جانا

O

خدا کے نظر آتا اگر نہ ہوتے علیؑ
یہ پردہ کون اٹھاتا اگر نہ ہوتے علیؑ

خمیر کون اٹھاتا یہ خاکِ آدم کا
یہ شکل کون بناتا اگر نہ ہوتے علیؑ

یہ اَمر پھونکتا پھر کون خاکِ آدم میں
یہ روح کون بساتا اگر نہ ہوتے علیؑ

جو جانتا نہ تھا آدم کہو کہ آدم کو
وہ اسم کون سکھاتا اگر نہ ہوتے علیؑ

خدا گواہ کہ ہے جان دل کو سینے میں
دھڑکنا کون سکھاتا اگر نہ ہوتے علیؑ

لہو کو جسم میں دیتا یہ گردشیں پھر کون
یہ نبض کون چلاتا اگر نہ ہوتے علیؑ

یہ مانا کن کی صدا کا یہ سب کرشمہ ہے
صدا یہ کون لگاتا اگر نہ ہوتے علیؑ

o

جب انتہا نے بھی پائی نہ ابتدائے علیؑ
علیؑ ہے کون کے علم ہے سوائے علیؑ

خُدا تھا پردے کے اندر مگر صدا جب دی
خُدا کے پردے سے باہر نکل کے آئے علیؑ

ہیں بے نیاز تو ہم بھی مگر خدا کی طرح
کہ اپنے پاس نہیں رکھتے کچھ سوائے علیؑ

خدا گواہ قلندرؒ کا واسطہ دے کر
علیؑ سے کچھ نہیں مانگا کبھی سوائے علیؑ

رضائیں اپنی سپرد علیؑ ولی کر کے
کھڑا ہوں میں بھی وہاں ہے جہاں خدائے علیؑ

نوید صرف نبیؐ پہ ہے آشکار یہ راز
علیؑ بجائے خدا ہے خدا بجائے علیؑ

o

نہیں کچھ آخر و اوّل نہیں علیؑ کے بغیر
خدا کا ذکر مکمل نہیں علیؑ کے بغیر

ارادہ ہے یہ علیؑ کا پسِ تغیر کُن
سکوت میں کوئی ہلچل نہیں علیؑ کے بغیر

کہاں کا عالمِ کُن اور کہاں کے ہست و وجود
کوئی بھی شکل مشکل نہیں علیؑ کے بغیر

صدائے کن کا تسلسل ہے عالمِ امکاں
سو یہ صدا بھی مسلسل نہیں علیؑ کے بغیر

ہمارے دل کا دھڑکنا علیؑ ہے سانس علیؑ
خدا گواہ کوئی پل نہیں علیؑ کے بغیر

o

خدا کا ذکر جو نکلا علی کا ذکر کیا
اِدھر اُدھر نہیں دیکھا علی کا ذکر کیا

مقامِ سدرہ ہو یا عرش ہو کہ کوئے عدو
جہاں جہاں سے بھی گزرا علی کا ذکر کیا

علی کے ذکر میں کچھ ایسا مست الست ہوا
کسی نے حال جو پوچھا علی کا ذکر کیا

کسی نے پوچھا جو تُو کون ہے کہاں کا ہے
یہ مست کچھ نہیں بولا علی کا ذکر کیا

چلا گلی گلی دیتا علی علی کی صدا
رما کے دھونی جو بیٹھا علی کا ذکر کیا

O

خدا کا کوئی بھی محور نہیں سوائے علیؑ
صفات، ذات کا مظہر نہیں سوائے علیؑ

یہ راز صرف نبیؐ پر کھلا سرِ معراج
کوئی بھی پردے کے اندر نہیں سوائے علیؑ

ہراک زمانے میں یہ رجعتِ علیؑ ہے گواہ
جہاں میں کوئی مکرّر نہیں سوائے علیؑ

سوا علیؑ کے نہیں کوئی آیتِ کبرا
کوئی بھی حجتِ اکبر نہیں سوائے علیؑ

جہاں جبیں کو ملے سجدۂ خدا کا مزا
جہاں میں ایسا کوئی در نہیں سوائے علیؑ

O

جو کہوں میں جلیؑ جلالؑ ہو کہو میرے ساتھ علیؑ علیؑ
جو کہوں میں کون ہے مَیں کا تُو کہو میرے ساتھ علیؑ علیؑ

تمہیں حاصل اُن کا حضور ہو کہ علیؑ کا تم میں ظہور ہو
جو علیؑ کی رکھتے ہو آرزو کہو میرے ساتھ علیؑ علیؑ

یہی ابتدائے کلام ہے یہی انتہائے کلام ہے
جو کبھی ہو شاملِ گفتگو کہو میرے ساتھ علیؑ علیؑ

میں وہ رندِ مستِ الست ہوں نہ میں نیست ہوں نہ مَیں ہست ہوں
جو کروں میں پیش تمہیں سبو کہو میرے ساتھ علیؑ علیؑ

ہے اسی میں رازِ قلندریؒ ہے اِسی میں میری بوذری
جو کہوں میں ھا جو کہوں میں ھُو کہو میرے ساتھ علیؑ علیؑ

○

علیؑ کا حا ہے خدا اور خدا کی ھو ہے علیؑ
علیؑ کا ''میں'' ہے خدا اور خدا کا ''تو'' ہے علیؑ

علیؑ کو دیکھا تو دیکھا کہ ھُو بہ ھُو ہے خدا
خدا کو دیکھا تو دیکھا کہ ھُو بہ ھُو ہے علیؑ

وجود ہے جو یہ بولے خموش ہے تو شہود
کہ خامشی ہے علیؑ اور گفتگو ہے علیؑ

اُسے خبر ہے خدا کو تلاش جس نے کیا
کہ منزل و سفر و راہ و جستجو ہے علی

نہ میں خدا نہ محمدؐ نہ میں ولی نہ امام
مگر میں کیا کروں میری بھی آرزو ہے علی

کھلا یہ مجھ پہ جو پایا علی کو پشت پناہ
کہ روبہ رو ہی نہیں میرے چار سو ہے علی

o

علیؑ حضورِ خدا ہے خدا غیابِ علیؑ
علیؑ حجابِ خدا ہے خدا حجابِ علیؑ

خدا شہودِ علیؑ ہے علیؑ وجودِ خدا
علیؑ جنابِ خدا ہے خدا جنابِ علیؑ

خدا ہے دیدِ علیؑ اور علیؑ ہے دیدِ خدا
علیؑ ہے تابِ خدا اور خدا ہے تابِ علیؑ

خدا ثبوتِ علیؑ ہے علیؑ ثبوتِ خدا
علیؑ حسابِ خدا ہے خدا حسابِ علیؑ

خدا ہے مستِ علیؑ اور علیؑ ہے مستِ خدا
علیؑ شرابِ خدا ہے خدا شرابِ علیؑ

خدا ہے شیرِ علیؑ اور علیؑ ہے شیرِ خدا
علیؑ ہے بابِ خدا اور خدا ہے بابِ علیؑ

خدا کلامِ علیؑ ہے علیؑ کلامِ خدا
علیؑ کتابِ خدا ہے خدا کتابِ علیؑ

خدا سوالِ علیؑ ہے علیؑ سوالِ خدا
علیؑ جوابِ خدا ہے خدا جوابِ علیؑ

o

مجھ سے بے دَر کو درِ شاہِ نجف کیا مل گیا
دل کو آنکھیں مل گئیں آنکھوں کو جلوہ مل گیا

دل کو جاں، پرواز کو پر، ھا کو ھو، نے کو نوا
"میں" کو تو قطرے کو یم ذرّے کو صحرا مل گیا

لے گیا کوئی اٹھا کر مجھ سے مجھ کو راتوں رات
مجھ سے فرشی کو بھی یعنی عرش و سدرا مل گیا

جب اندھیرے نے مجھے گھیرا تو چمکی اک کرن
بند جب سب ہوگئے رستے تو رستا مل گیا

اللہ اللہ کرنے والوں کو ملا کیا جانیں وہ
مولا مولا کرنے والوں کو تو مولا مل گیا

پھر رہا ہے ہر گلی میں جو خدائی بانٹتا
فقر کو میرے ترے در سے وہ کاسہ مل گیا

وقت پر پہنچا درِ شاہِ نجف پر میں نوید
رہ گیا تھا اک گدائی کا جو عہدہ مل گیا

O

نامِ خدا جہاں پہ حکومت علیؑ کی ہے
کثرت سے جو عیاں ہے وہ وحدت علیؑ کی ہے

ورنہ وہ غیب غیب ہی رہتا مرے حضور
ہے غیب جو حضور یہ صورت علیؑ کی ہے

بدلا ہے اپنے ہاتھ سے اُس نے علیؑ کا ہاتھ
دستِ خدا پہ اصل میں بیعت علیؑ کی ہے

کیا ہے علی کہ اصل میں ہے جلوتِ الہٰ
کیا ہے الہٰ اصل میں خلوت علی کی ہے

ہے کاسۂ گدائی میں کیا تیرے اے خدا
جو سکۂ نمود ہے دولت علی کی ہے

تیرا علی خدا کہ خدا گر ہے اے نصیر
ڈھونڈ اِس سوال میں جو حقیقت علی کی ہے

بندہ رہا خدا کو خدا کرکے بھی نویدؔ
اللہ سے سنو جو سخاوت علی کی ہے

o

مجھے علیؑ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا
کہ اس جلی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

اسی گلی میں نکلا ہوں میں جدھر سے چلوں
کہ اس گلی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

قسم خدا کی وہ بن جاتا ہے خدا کی آنکھ
جسے علیؑ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

ولی خدا کے سوا کچھ دکھائی دیتا نہیں
خدا ولی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

علیؑ سے گزروں تو دیکھوں علیؑ کے میں پسِ پشت
ابھی علیؑ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

جہاں ہوں میں ہے وہاں عرش میرے زیرِ قدم
یہاں علیؑ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

○

خدا نے اپنے لیے آئنہ علیؑ کو کیا
خود اپنے عقدۂ کل کا کشاء علیؑ کو کیا

چھپایا خود کو تو ظاہر کیا علیؑ کا وجود
سکوت خود کو کیا تو صدا علیؑ کو کیا

خدا کو "تو" کے لیے "میں" کو پار کرنا تھا
سو اِس سفر کے لیے ناخدا علیؑ کو کیا

اُٹھایا اس نے صفت ہائے سرمدی کا حجاب
سکوت توڑا تو حرفِ صدا علیؑ کو کیا

وہ جس نے کُن فیہ کوں پر رکھی ہے ہر بنیاد
اُسی نے کن فیہ کوں کی بنا علیؑ کو کیا

مریضِ شرک تجھے کیا نظر نہیں آتا
وہ کفر جس نے خدا سے جُدا علیؑ کو کیا

○

ہلا وجود کا ہرا کہ ہل گئے مجھے علیؑ
یہ مَیں نے خود کو پالیا کہ مِل گئے مجھے علیؑ

دل و نظر کے درمیاں ہوئی جو روشنی عیاں
تو میں نے خود سے یہ کہا کہ مل گئے مجھے علیؑ

ہُوا میں آپ سے جُدا کہ مل گیا مجھے خدا
میں اپنے آپ سے ملا کہ مل گئے مجھے علیؑ

خبر بدل گئی خبر نظر بدل گئی نظر
یہ "میں" سے "تو" بدل گیا کہ مل گئے مجھے علیؑ

وہ خود سے جو نہیں ہلا وہ خود پہ جو نہیں کُھلا
پھر اُس سے میں کہوں تو کیا کہ مِل گئے مجھے علیؑ

○

جو خدا کا نام لے گا وہ علی علی کرے گا
کہ خدا سے جو ملے گا وہ علی علی کرے گا

جو نکل گیا زماں سے جو نکل گیا مکاں سے
وہ صدائے کُن سُنے گا وہ علی علی کرے گا

جو علی کا مست ہوگا جو علی پرست ہوگا
وہ کچھ اور کیا کہے گا وہ علی علی کرے گا

یہی شرطِ آگہی ہے یہی شرطِ روشنی ہے
کہ دیا سا جو جلے گا وہ علی علی کرے گا

ولیِ خدا کے ہاتھوں برے مرتضیٰ کے ہاتھوں
وہ جو نقش بیچ دے گا وہ علی علی کرے گا

○

دل پر نہ اپنے بوجھ تو اے تشنہ کام لے مولا کا نام لے
اٹھ اور دستِ ساقیِ کوثر سے جام لے مولا کا نام لے

چھلکے نہ ایک قطرہ نہ قطرہ ہو ایک کم ساقی کا بھر کے دم
پی اس طرح کہ ساقی سے عمرِ دوام لے مولا کا نام لے

پی اس طرح کہ خود بھی کبھی ہوش میں نہ آئے اور خود نہ ڈگمگائے
پی اور ایسے پی کہ تو گرتوں کو تھام لے مولا کا نام لے

کھل جائے خود بہ خود درِ میخانۂ الست ساقی کو کر کے مست
ساقی جو پی رہا ہے اُسی مے کا جام لے مولا کا نام لے

پی اور ایسے پی کہ تُو بن جائے خود سبو پھر "میں" رہے نہ "تُو"
مدہوشی میں تو ہوش سے آگے کا کام لے مولا کا نام لے

ذکرِ علیؑ سے پہلے قلندرؒ کو مست کر بوذرؓ کو مست کر
پھر صبح اک کلام لے شام اک کلام لے مولا کا نام لے

ظاہر کے سب گناہ بھی ہوجائیں گے ثواب از فضلِ بوترابؑ
مت آہ بھر کریم کے دامن کو تھام لے مولا کا نام لے

O

جب ابتدا علیؑ ہے جب انتہا علیؑ ہے
پھر لا فنا علیؑ ہے پھر لا بقا علیؑ ہے

ذات و صفت سے پیدا ذات و صفت میں پنہاں
یعنی خود اپنا چہرہ خود آئنہ علیؑ ہے

ہے جو کہوں تو حد ہے اک جو کہوں عدد ہے
پھر اور کیا نہیں ہے پھر اور کیا علیؑ ہے

اب اور کیا شہودی اب اور کیا وجودی
اللہ علیؑ نما ہے اللہ نما علیؑ ہے

یعنی ہے ایک نقطہ حرف و عدد سے پہلے
لا ابتدا علیؑ ہے لا انتہا علیؑ ہے

O

خدا سے لے کے اجازت خدا کی محفل میں
شروع کرتا ہوں نامِ علیؑ سے تازہ سخن

ہر ایک ذکر سے پہلے ہے فرض ذکرِ علیؑ
اُسی کا صدقہ زباں ہے اُسی کا صدقہ دہن

نہ جانے کب ہوئے یومِ الست و یوم الدین
علیؑ کے ذکر میں محفل تھی مست میں تھا مگن

ہے چاہیئے مجھے تازہ سخن کے بدلے میں
شرابِ کہنہ ہو یومِ الست جتنی کہن

علیؑ کے ذکر کے ساتھ اُن کے دشمنوں پر لعن
درود بر سرِ گل لعن بر وجودِ زغن

o

فرصت قلندرانہ ریاضت سے کم نہیں
مستوں کا گھومنا بھی عبادت سے کم نہیں

دیکھ اُس کو دیکھ جو ترے دل میں مکین ہے
دیدار یہ علیؑ کی زیارت سے کم نہیں

دیکھا نہیں خدا کو تو کیا ہے علیؑ کو دیکھ
قد اِس کا لا الٰہ کے قامت سے کم نہیں

تیری نگاہ میں وہ سمائے گا کس طرح
ہے دید سے زیادہ جو حیرت سے کم نہیں

چکھا ہے میں نے ذائقہ توحید کا ۔ نویدؔ
نامِ علیؑ زبان پہ نعمت سے کم نہیں

O

علیؑ کے لب پہ خدا و اکبر خدا کے لب پہ علیؑ و اکبر
قیامِ اکبر خدا و اکبر رکوعِ اکبر علیؑ و اکبر

ہے ایک باطن ہے ایک ظاہر ہے ایک اوّل ہے ایک آخر
شہود اندر خدا و اکبر وجود اندر علیؑ و اکبر

اک آئنہ ہے تو ایک چہرہ ہے ایک جلوہ تو ایک پردہ
علیؑ کا جوہر خدا و اکبر، خدا کا جوہر علیؑ و اکبر

نظیر ہے اک تو ایک ناظر خبیر ہے اک تو ایک مخبر
علیؑ کا مظہر خدا و اکبر خدا کا مظہر علیؑ و اکبر

ہے ایک محمود ایک احمد ہے ایک حامد تو اِک محمد
علیؑ و اکبر خدا و اکبر علی و اکبر

O

حیدر سے اذن لا جو ہو داور کو دیکھنا
اظہر کی آنکھ لا جو ہو مظہر کو دیکھنا

تو مجھ سے مل کہ میں ہوں قلندرؒ کی پشت میں
لے مجھ کو دیکھ ہے جو قلندرؒ کو دیکھنا

پرواز وہ نہیں جو ہو اپنے ہی پر میں گم
پرواز جو کرائے تم اُس پر کو دیکھنا

پہلے مرے سوال کا تو مجھ کو دے جواب
حسرت سے پھر سلونی کے منبر کو دیکھنا

میرا سوال یہ ہے خدا کیا ہے اے نویدؔ
مل جائے یہ جواب پھر اِس در کو دیکھنا

○

لاالٰہ کا دل لاالٰہ کی جاں شہنشاہ علیؑ بادشاہ علیؑ
رازِ کُن فکاں ربِ دوجہاں شہنشاہ علیؑ بادشاہ علیؑ

عالمِ خبر عالمِ شہود عالمِ نظر عالمِ وجود
ہے کہیں نہاں ہے کہیں عیاں شہنشاہ علیؑ بادشاہ علیؑ

ہے کہیں زماں ہے کہیں مکاں ہے کہیں پناہ ہے کہیں اماں
حُسن ہے کہیں ہے کہیں بیاں شہنشاہ علیؑ بادشاہ علیؑ

بُو ہے یا کہ گل، گل ہے یا کہ بُو ''تو'' ہے یا کہ ''میں'' ''میں'' ہے یا کہ ''تو''
نغمۂ بہار نوحۂ خزاں شہنشاہ علیؑ بادشاہ علیؑ

ہے قیامِ رب ہے رکوعِ دیں آپ ہی سجود آپ ہی جبیں
''تو'' میں ہے نہاں ''میں'' سے ہے عیاں شہنشاہ علیؑ بادشاہ علیؑ

o

علیؑ کی حقیقت حقیقت خدا کی خدا کی حقیقت حقیقت علیؑ کی
علیؑ کی علامت علامت خدا کی خدا کی علامت علامت علیؑ کی

علیؑ کی ہے مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی ہے مرضی ہے مرضی علیؑ کی
علیؑ کی ولایت ولایت خدا کی خدا کی ولایت ولایت علیؑ کی

علیؑ کا ہے منشا ہے منشا خدا کا خدا کا ہے منشا ہے منشا علیؑ کا
علیؑ کی حکومت حکومت خدا کی خدا کی حکومت حکومت علیؑ کی

علیؑ کا ہے لہجہ ہے لہجہ خدا کا خدا کا ہے لہجہ ہے لہجہ علیؑ کا
علیؑ کی طلاقت طلاقت خدا کی خدا کی طلاقت طلاقت علیؑ کی

علیؑ کا ارادہ ارادہ خدا کا خدا کا ارادہ ارادہ علیؑ کا
علیؑ کی مشیت مشیت خدا کی خدا کی مشیت مشیت علیؑ کی

علیؑ کا ہے چہرہ ہے چہرہ خدا کا خدا کا ہے چہرہ ہے چہرہ علی کا
علیؑ کی سخاوت سخاوت خدا کی خدا کی سخاوت سخاوت علیؑ کی

علیؑ کا ہے رتبہ ہے رتبہ خدا کا خدا کا ہے رتبہ ہے رتبہ علیؑ کا
علیؑ کی شہادت شہادت خدا کی خدا کی شہادت شہادت علیؑ کی

علیؑ جس کا مولا خدا اس کا مولا خدا جس کا مولا علی اس کا مولا
علیؑ کی عبادت عبادت خدا کی خدا کی عبادت عبادت علیؑ کی

○

یہ تیرا جلوہ اٹھے تو کیسے، اٹھے تو کیسے حجاب تیرا
کہ خود ہی تو ہے سوال تیرا کہ خود ہی تو ہے جواب تیرا

ہے تو ہی سالک ہے تو ہی مالک ہے تو ہی رازق ہے تو ہی خالق
بجا ہے یومِ الست تیرا بجا ہے یومِ حساب تیرا

جو تجھ پہ گزری احد پہ گزری جو تجھ پہ گزری صمد پہ گزری
ہے صبر تیرا جلال تیرا ہے قہر تیرا عذاب تیرا

مرا گریباں جو میری "میں" ہے نقاب تیرا جو تیری "تو" ہے
میں چاک کرلوں گریباں اپنا تو چاک کرلے نقاب تیرا

مرا جنوں وہ جنوں نہیں ہے رہے گریباں میں اپنے الجھا
مرا جنوں وہ جنوں ہے صاحب جو چاک کردے نقاب تیرا

پیو کہ کردی ہے میں نے ستی قلندرانہ جنوں کی مستی
کہ بھر دیا ہے پیالہ تیرا کہ کردیا ہے سحاب تیرا

O

اپنے اشہد سے جو مشہود بناتا ہے علیؑ ہوتا ہے
وہ جو الحاس کو الحان میں لاتا ہے علیؑ ہوتا ہے

جلوہ خود اپنا علیؑ جب بھی چھپاتا ہے خدا بنتا ہے
جلوہ خود اپنا خدا جب بھی دکھاتا ہے علیؑ ہوتا ہے

ولی لاہوت میں رہتا ہے تو سرمد میں خدا رہتا ہے
اور جو سرمد و لاہوت ملاتا ہے علیؑ ہوتا ہے

وہ ولی ہوتا ہے کعبے کو جو اللہ کا گھر کہتا ہے
اور اللہ کے اس گھر میں جو آتا ہے علیؑ ہوتا ہے

تم نہ سمجھے ہو نہ سمجھو گے کبھی غیب کے سجدہ ریزو
اپنے سجدے سے جو اللہ بناتا ہے علیؑ ہوتا ہے

O

جو مست کرکے الستی سے سرفراز کرے
وہ بے نیاز جسے چاہے بے نیاز کرے

مری نگاہ میں بس وہ ہے صاحبِ توحید
کہ جو خدا و علی میں نہ امتیاز کرے

علی وہ ہے کہ جو کرکے نگاہ و دل یکجا
نگہ کو پاک کرے قلب کو گداز کرے

فقیر و سالک و درویش و رند و مست و ملنگ
وہ کارساز جسے چاہے کار ساز کرے

غلام کرکے غلامی سے کردیا آزاد
نویدؔ اُس کی غلامی پہ کیوں نہ ناز کرے

O

خدا ہے یا کہ عبادت ہے یا کہ بندہ ہے
یہ راز کھل نہیں سکتا کبھی علیؑ کیا ہے

کھلے قیام و رکوع و سجود سے پہلے
علیؑ سلام ہے تسبیح ہے کہ سجدہ ہے

جو ہو خدا میں نہ پنہاں تو پھر علیؑ ہے کیا
جو ہو علیؑ سے نہ ظاہر تو پھر خدا کیا ہے

خدا کو ڈھونڈنے والے علیؑ ملا کہ نہیں
نہیں ملا تو پتا کر ترا پتا کیا ہے

علیؑ خدا میں نہاں ہے خدا علیؑ سے عیاں
یہی "وجود" یہی "لا" ہے ورنہ پھر "کیا" ہے

خدا کو کرتا ہوں سجدہ بس اس لیے میں نویدؔ
خدا جو آلِ نبیؐ پر درود بھیجتا ہے

○

اُمر کو کُن تو مشیت کو ارادہ کردے
ہو ''نہیں'' جو ''نہیں'' ''ہے'' اُس میں سے پیدا کردے

ہے علیؑ کو نہ رکوع اور نہ سجدے کی طلب
وہ جسے چاہے اُسے لائقِ سجدہ کردے

ہے علیؑ کی یہ کریمی کہ خدا کی صورت
جو بھی تنہا نظر آئے اُسے یکتا کردے

بے نیازانہ علیؑ کو نہیں کچھ اِس سے غرض
کوئی اللہ بنا دے کوئی بندہ کردے

اُس کی مرضی کبھی سجدہ کبھی کاسہ دے کر
کے اللہ بنا دے کے بندہ کردے

O

پرے ہے وہ گمان سے یقیں سے وہ بلند ہے
علیؑ ہے ''ہے'' سے ماورا ''نہیں'' سے وہ بلند ہے

مرا علیؑ وہ مرد ہے کہ ''میں'' بھی جس سے گرد ہے
جہاں ہے ''تو'' کا اختتام وہیں سے وہ بلند ہے

یہ ہے وجود کی صدا یہ ہے سجود کی صدا
وہ سجدے سے بلند ہے جبیں سے وہ بلند ہے

میں کون کون میری ''میں'' مَیں کون کون میری ''تو''
کہ آں سے وہ بلند ہے کہ ایں سے وہ بلند ہے

وہ لا وجود و لا مکاں نہ ہے نہاں نہ ہے عیاں
زماں سے وہ بلند ہے زمیں سے وہ بلند ہے

O

علی سے پہلے علی ہے علی کے بعد علی
خودی سے پہلے علی ہے خودی کے بعد علی

اسی کے بیچ ہے سر چشمۂ خدا و خودی
خرد سے پہلے علی آگہی کے بعد علی

یہی تو ہے سبب لا الٰہ الا اللہ
خفی سے پہلے علی ہے جلی کے بعد علی

بقا و نیست و موت و حیات و ہست و وجود
ہے کُن سے پہلے علی زندگی کے بعد علی

ولی خدا کو جو کہیے تو کہیے صاف نوید
ولی سے پہلے علی ہے ولی کے بعد علی

○

یہ غیب جس کا ہے سجدہ ہے وہ حضور علیؑ
کرے خدا کو جو ظاہر ہے وہ ظہور علیؑ

الٰہیت کو جو ظاہر کرے ولایت ہے
شہود جس کا ہے "لا" وہ وجودِ نور علیؑ

نظیر و ناظر و آئینہ و نگاہ و وجود
خود اپنا جلوہ علیؑ ہے خود اپنا طور علیؑ

جو پہلے عقل کو پیدا کرے پھر اس کے بعد
شعور عقل کو جو دے ہے وہ شعور علیؑ

قریب اتنا کہ شہ رگ سے ہے قریب نویدؔ
ہے دور اتنا کہ ہے دُور سے بھی دُور علیؑ

○

خودی نے چاہیے کس بے خودی کو سجدہ کیا
خدا کو سجدہ کیا یا علیؑ کو سجدہ کیا

خدا کے اِسم علیؑ کو کرے جو سجدہ علیؑ
تو پھر کہو کہ علیؑ نے علیؑ کو سجدہ کیا

کسے خبر کہ شہود اصل میں وجود ہی ہے
کسے خبر کہ ولی نے ولی کو سجدہ کیا

مری خودی کو ملا تب کہیں خدا کا مقام
علی کے بندوں کی جب بندگی کو سجدہ کیا

ہُوا نہ عشق، نہ ہم نے کیا مگر ہم نے
جنہوں نے عشق کیا ہے اُنہی کو سجدہ کیا

خفی نے سجدہ کیا غیب میں جلی کو نوید
حضور میں جو جلی نے خفی کو سجدہ کیا

○

ہے مرا دل علیؑ علیؑ ہے مری جاں علیؑ علیؑ
میرا دہن علیؑ علیؑ میری زباں علیؑ علیؑ

آپ نبی اپنی ابتدا آپ ہی اپنی انتہا
یعنی نہاں علیؑ علیؑ یعنی عیاں علیؑ علیؑ

ظاہر و باطن و ظہور غیب و غیابت و حضور
یعنی وہاں خدا خدا یعنی جہاں علیؑ علیؑ

جلوت و خلوتِ نہاں خلوت و جلوتِ عیاں
میرا سخن علیؑ علیؑ میرا بیاں علیؑ علیؑ

کیسا کہاں کوئی ستم کیسا کہاں کا کوئی غم
میری پنہ علیؑ علیؑ میری اماں علیؑ علیؑ

○

علیؑ علیؑ تھا علیؑ علیؑ ہے کہیں سے پہلے کہاں سے پہلے
یہاں سے پہلے وہاں سے پہلے جہاں سے پہلے تہاں سے پہلے

شہود اس سے وجود اس سے نمود اس سے ورود اس سے
زمیں سے پہلے زماں سے پہلے مکیں سے پہلے مکاں سے پہلے

وہی ہے جلوہ وہی ہے سجدہ وہی ہے کعبہ وہی ہے قبلہ
جبیں سے پہلے نشاں سے پہلے یقیں سے پہلے گماں سے پہلے

وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر وہی ہے اوّل وہی ہے آخر
ازل سے پہلے ابد سے پہلے عیاں سے پہلے نہاں سے پہلے

خبیر ہے وہ بصیر ہے وہ نذیر ہے وہ ظہیر ہے وہ
سخن سے پہلے دہن سے پہلے زباں سے پہلے بیاں سے پہلے

○

کہو یہ بھی مت وہ خدا نہیں کہو یہ بھی مت کہ خدا ہے وہ
کہو یہ بھی مت کہ بہم ہے وہ کہو یہ بھی مت کہ جُدا ہے وہ

نہ میں ھا رہا نہ میں ھُو رہا نہ میں "میں" رہا نہ میں "تو" رہا
میں یہ سوچتا تھا کہ کیا ہے وہ میں یہ کھوجتا تھا کہ کیا ہے وہ

میں "نہیں" رہا نہ میں "ہے" رہا نہ میں لا رہا نہ میں شے رہا
کہاں آ گیا اُسے ڈھونڈتا کہ جو لا نہیں ہے تو کیا ہے وہ

نہ عیاں رہا نہ نہاں رہا نہ زماں رہا نہ مکاں رہا
جو چھپا تو کہاں پہ چھپا ہے وہ جو بسا تو کہاں پہ بسا ہے وہ

نہ ہی حد ہے وہ نہ عدد ہے وہ نہ ازل ہے وہ نہ ابد ہے وہ
نہ ہی "ہے" ہے وہ نہ ہی "تھا" ہے وہ نہ ہی "گا" ہے وہ نہ ہی "لا" ہے وہ

ο

جو کہوں حقیقتِ وہم تو نہ گماں کہو نہ یقیں کہو
یہ علیؑ کی ذات کا باب ہے نہ تو "ہے" کہو نہ "نہیں" کہو

کہ وہ ماورائے مقام ہے کہ وہ ماورائے قیام ہے
نہ یہاں کہو نہ وہاں کہو نہ کہاں کہو نہ کہیں کہو

نہ قیام وہ نہ قعود وہ نہ رکوع وہ نہ سجود وہ
ہے وہ عرش و فرش سے ماورا نہ فلک کہو نہ زمیں کہو

نہ تو کیا ہے وہ نہ تو کیوں ہے وہ نہ تو یوں ہے وہ نہ تو دوں ہے وہ
نہ زماں کہو نہ مکاں کہو نہ تو آں کہو نہ تو ایں کہو

نہ سما سکی اُسے "ہے" کی حد نہ شمار میں لا سکے عدد
نہ تو شے کہو نہ تو لا کہو نہ مکاں کہو نہ مکیں کہو

○

نہ خدا ہے وہ نہ خدا نہیں علی حق ہے بس اُسے حق کہو
نہیں اُس کا کوئی سرا نہیں علی حق ہے بس اسے حق کہو

نہ بُرا ہے وہ نہ ورا ہے وہ نہ بہم ہے وہ نہ جدا ہے وہ
بجز اس کے کچھ بھی کھلا نہیں علی حق ہے بس اسے حق کہو

وہ "نہیں" میں ہے نہ وہ "ہے" میں ہے نہ وہ "لا" میں ہے نہ وہ شے میں ہے
وہ ہُوا نہیں وہ بنا نہیں علی حق ہے بس اُسے حق کہو

نہ کسی کو تھا نہ کسی کو ہے کہ پتا علی کا علی کو ہے
نہیں سوچنے کی یہ جا نہیں علی حق ہے بس اُسے حق کہو

یہی عمر بھر کی گدائی ہے یہی عمر بھر کی کمائی ہے
مری کوئی اور صدا نہیں علی حق ہے بس اُسے حق کہو

o

نہ گماں لگے نہ یقیں لگے کبھی آں لگے کبھی ایں لگے
میں ''نہیں'' کہوں تو وہ ''ہے'' لگے جو میں ''ہے'' کہوں تو ''نہیں'' لگے

تری عقل کیا یہ سوال کیا ہے خدا علیؔ کہ علیؔ خدا
تُو اگر مگر سے نکل ذرا ترے ہاتھ عشق یقیں لگے

نہ تُو شرک کر نہ تُو کفر کر نہ وہ ''ہے'' خدا نہ ''نہیں'' خدا
وہ یقین کر جو گماں لگے وہ گمان کر جو یقیں لگے

جو وہ "ہے" ہے اپنے وجود میں تو "نہیں" ہے اپنے شہود میں
وہ کبھی بہ فرشِ زمیں لگے تو کبھی بہ عرشِ بریں لگے

ابھی ہے یہاں ابھی ہے وہاں ابھی ہے مکاں ابھی لامکاں
وہ کبھی کبھی تو یہیں لگے تو کبھی کبھی وہ کہیں لگے

جو نظر اُٹھے کسی چاہ میں رہے تُو ہی میری نگاہ میں
جو کبھی کہیں مرا سر جُھکے ترے در سے جا کے جبیں لگے

○

یا علیؑ غیر کا شرمندۂ احساں ہونا
اس سے بہتر ہری مشکل کا نہ آساں ہونا

ہو کوئی عرش نشیں ہو تو کہے اُس سے فقیر
میرا ساماں ہے مرا بے سر و ساماں ہونا

میں کہاں اور کہاں تابِ تجلیاتِ علیؑ
ہے میری دید سے آگے برا حیراں ہونا

اُس سے پوچھے تو کوئی درد کی جنت کا ریاض
جس کو منظور نہیں درد کا درماں ہونا

عالمِ سرمد و لاہوت تھا جب ایک قدم
اک قدم دشتِ تمنا کا تھا امکاں ہوتا

تو اگر خود نہ کراتا مجھے معراجِ شہود
میری ہستی پہ نہ کھلتا ترا یزداں ہوتا

اور کوئی نہ تھا مجھ مرد کو کرتا جو اسیر
اُس کو لازم تھا کمندِ شہہِ مرداں ہوتا

معرفت تیری جو واجب بھی ہو ناممکن بھی
کس کو دعویٰ ہے یہاں صاحبِ عرفاں ہوتا

میرا ممدوح کہاں اور کہاں حمد نویدؔ
اُس کے شایاں نہیں ہر حرف کا دیواں ہوتا

o

لا سے تابہ الہٰ رونما آپ ہیں یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ
آپ ہیں ابتدا انتہا آپ ہیں یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

میں اسیرِ بقا میں اسیرِ فنا میری ہستی ہی کیا میری مستی ہی کیا
ماورائے بقا ماورائے فنا آپ ہیں یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

جس سے روشن ہیں یہ سرمد و لامکاں لازماں کن فکاں یہ جہاں وہ جہاں
گنجِ توحید کا وہ دیا آپ ہیں یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

کیا فقیری مری کیا گدائی مری کیا رسائی مری کیا خدائی مری
آپ کا سہ ہیں میری صدا آپ ہیں یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

میری تحریر کیا میری تقریر کیا میری تعبیر کیا میری تفسیر کیا
جو لکھا جو کہا جو سنا آپ ہیں یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

○

کسی بھی "میں" کسی "تو" سے نہ ہو سکا ممکن
پتا علی کا غلو سے نہ ہوسکا ممکن

کہاں علی کی چھلک اور کہاں یہ پیمانہ
یہ مے سمالے سبو سے نہ ہو سکا ممکن

کھلا یہ کس پہ علی کون ہے علی کیا ہے
ابھو سے کیا ہو کبھو سے نہ ہوسکا ممکن

تو خود نقاب اُلٹ دے تو ہے کرم تیرا
اُٹھا دے پردہ یہ ھُو سے نہ ہوسکا ممکن

یہ چاک سینہ علی کی تلاش کا ہے نوید
یہ چاک سی دے رفو سے نہ ہوسکا ممکن

○

ہماری انگشتِ بندگی میں علیؑ کے موتی جڑے ہوئے ہیں
ہمارے پیروں تلے ازل کے ابد خزانے گڑے ہوئے ہیں

انہیں یہ ضد ہے خدا سے مانگو ہمیں یہ دُھن ہے علیؑ سے لیں گے
وہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں ہم اپنے حق پر کھڑے ہوئے ہیں

جو کفر و شرک و منافقت کو بہم کرو تو بنے مقفّر
یہ تین تالے ہیں اس کے دل پر جو بن کے لعنت پڑے ہوئے ہیں

اگر مُیسّر ہو چشمِ بینا تو آسمانوں کی سمت دیکھو
جہاں جہاں اُن کا نقشِ پا ہے وہاں ستارے جڑے ہوئے ہیں

نویدؔ ہم تو یہ جان پائے علیؑ نہیں جو سمجھ میں آئے
بس اُن کو حیرت سے تک رہے ہیں بنے جو عارف کھڑے ہوئے ہیں

○

مستور جس میں "تو" ہے وہ پردہ علیؑ کا ہے
"تو" جس سے "میں" بنا ہے وہ سجدہ علیؑ کا ہے

اِن میں ہے اک شہود تو اِن میں ہے اک وجود
ملنا خدا کا اصل میں ملنا علیؑ کا ہے

منزل ہے اِن میں ایک تو جادہ ہے اِن میں ایک
رستا خدا کا اصل میں رستا علیؑ کا ہے

اک آئنہ ہے اِن میں تو چہرہ ہے اِن میں ایک
ہونا خدا کا اصل میں ہونا علیؑ کا ہے

کعبہ ہے اِن میں ایک تو قبلہ ہے اِن میں ایک
سجدہ خدا کا اصل میں سجدہ علیؑ کا ہے

اِن میں ہے اک مقام تو اِن میں ہے اک قیام
جلوہ خدا کا اصل میں جلوہ علیؑ کا ہے

○

علیؑ خدا کا دیا ہے علیؑ خودی کا چراغ
علیؑ کی ذات میں روشن ہے آگہی کا چراغ

علیؑ نہ ہوں تو اندھیرا ہے بزمِ امکاں میں
انہی کے نور سے روشن ہے زندگی کا چراغ

انہی کے دم سے تو روشن ہے عالمِ لاہوت
انہیں کے دم سے جلا طاقِ سرمدی کا چراغ

یہی تو امرِ خدا ہیں یہی مشیتِ رب
انہی کے امر سے روشن ہے روشنی کا چراغ

انہی کی شکل میں میں نے خدا کو پایا ہے
جلا انہی کے کرم سے مری خودی کا چراغ

O

ہے صدا علی کی پسِ صدا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں
تو قریب آ کہ تو دور جا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

یہ کہا ہے کس نے بعید ہوں میں قریبِ حبلِ ورید ہوں
میں نہیں ہوں تجھ سے کہیں جدا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

میں کہاں ہوں اور کہاں ہے تو میں ہوں تجھ میں مجھ میں نہاں ہے تو
کبھی ڈھونڈنے کو نکل زرا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

تو اگر نہ کر تو مگر نہ کر تجھے ہو خبر کہ نہ ہو خبر
تو یقین کر ترے ساتھ تھا تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

ہو تو عرش پر کہ تو فرش پر کہ ہو کہکشاں تری رہگزر
تو کہیں بھی جا تو کہیں سے آ تو یقین کر ترے ساتھ ہوں

O

میری طرح خدا بھی سوالی علیؑ کا ہے
واللہ جو ولی ہے موالی علیؑ کا ہے

بخشا جسے وجود علیؑ کے خیال نے
عالم وہ انتہائے مثالی علیؑ کا ہے

جو سلسلے سے اسم میں اپنے جلیل ہے
وہ صاحبِ جلال جلالی علیؑ کا ہے

اللہ جو ازل سے محب الجمال ہے
اِس کا سبب یہ ہے وہ جمالی علیؑ کا ہے

یہ سلسلہ چلا ہے قلندرؒ سے اے نویدؔ
جو بھی قلندریؒ ہے دھمالی علیؑ کا ہے

o

کونین میں جو کچھ ہے وہ حیدر کے لیے ہے
حیدر وہ خزانہ ہے جو قنبر کے لیے ہے

بچ اس کے اٹھے اور گرے تاج سلاطیں
اللہ رے عمامہ جو ترے سر کے لیے ہے

دیکھے جو تجھے تجھ میں وہ اللہ کو دیکھے
یہ آئینہ پیدائی جوہر کے لیے ہے

تو جب ہوا آغاز حدِ دید ہوئی ختم
ہائے وہ بصارت جو مقرّر کے لیے ہے

کوثر نہ بجھا پائے گا وہ تشنگی عشق
جو چشم بہ لب ساقیِ کوثر کے لیے ہے

o

وہی جو ذہنِ بشر میں اب تک سوال سا ہے وہی علیؑ ہے
جو عقل و علم و شعور و حکمت کا ناخدا ہے وہی علیؑ ہے

ہر اک صفت ہے خدا کی جس میں ہے روح کل انبیاء کی جس میں
خدا کا چہرہ ہے مصطفیٰؐ کا جو آئنہ ہے وہی علیؑ ہے

وہی ہے منزل وہی ہے جادہ وہی مشیت وہی ارادہ
ہر اک سفر کی جو ابتدا ہے جو انتہا ہے وہی علیؑ ہے

ہے نور اُسی سے ظہور اُسی سے غیاب اُسی سے حضور اُسی سے
جو شب سے دن اور دن سے شب کو نکالتا ہے وہی علیؑ ہے

سلیقۂ بندگی سکھایا خدا کو جس نے خدا بنایا
جبینِ سجدہ کو میری جس نے خدا دیا ہے وہی علیؑ ہے

وہ چاہے مردہ کو زندہ کر دے وہ چاہے زندہ کو مردہ کر دے
جو روح جسموں میں جان قالب میں ڈالتا ہے وہی علیؑ ہے

ہے کیا جو اُس پر عیاں نہیں ہے کہ اُس سے کچھ بھی نہاں نہیں ہے
جو دل میں رہتا ہے دل کی حالت کو جانتا ہے وہی علیؑ ہے

O

ہے میری حمد محمدؐ مری ثنا ہے علیؑ
محمدؐ آئنہ میرا ہے اور جِلا ہے علیؑ

اِسی سبب ہوں سمیع اور اِسی سبب ہوں بصیر
جو سُن رہا ہے محمدؐ جو دیکھتا ہے علیؑ

وہ کنزِ مخفی ہوں میں صورتِ جلی جس میں
چھپا ہوا ہے محمدؐ چھپا ہوا ہے علیؑ

وہ جبرئیل ہے مصحف ہے وحی ہے میں ہوں
جو بولتا ہے محمدؐ جو کہہ رہا ہے علیؑ

یہ پوچھتا ہے اگر تُو مری رضا کیا ہے
مری رضا ہے محمدؐ مری رضا ہے علیؑ

نویدؔ مجھ سے اگر پوچھتا ہے کون ہوں میں
تو پوچھ کیا ہے محمدؐ تو پوچھ کیا ہے علیؑ

O

ترا ظہور سراپا علیؑ ولی کا ہے
یہ حمد ہے کہ قصیدہ علیؑ ولی کا ہے

بہ شکلِ وحیِ خدا لب کشا ہوا جس سے
وہ لب، وہ نطق، وہ لہجہ علیؑ ولی کا ہے

چمک رہا ہے جو عصمت کی چودھویں کا ہے چاند
جو اِس کے گرد ہے ہالہ علیؑ ولی کا ہے

ہو مندر و حرم و دیر و خانقاہ و کلس
یہاں تو جو بھی ہے رستا علیؑ ولی کا ہے

کہاں تلک ہے اجالا نہیں ہے علم مگر
جہاں تلک ہے اجالا علیؑ ولی کا ہے

ہے ہر طرف یہ صدا کُل و من علیہ فان
مگر وہ چہرہ جو چہرہ علیؑ ولی کا ہے

خدا کی مرضی خریدی ہے کس نے مجھ سے یہ پوچھ
نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا کیا علیؑ ولی کا ہے

جوازِ سجدۂ قبلہ رُخاں یہی ہے نوید
علیؑ ولی کا ہے کعبہ علیؑ ولی کا ہے

O

میں جب لکھوں یہی لکھوں مولائے کائنات
تجھ سا جو دُوسرا ہو تو لے آئے کائنات

تجھ سا جو دُوسرا نہ کہیں پائے کائنات
تیرا ہی سجدہ کیوں نہ بجا لائے کائنات

کیا فقر ہے کہ نانِ جویں توڑتے ہوئے
لرزے جو اُس کا ہاتھ لرز جائے کائنات

چہرے کی اُس کے تاب کے ہو سوائے خود
وہ جس کو آئینہ سی نظر آئے کائنات

وسعت سے اُس نفس کی دہلتا ہے آدمی
ذرّے میں جو سمیٹ کے لے آئے کائنات

تلوار کی طرح ہے اُسے وقت پر گرفت
پلٹائے مہر کو جہاں ٹھہرائے کائنات

پانی تو کیا ہے خاک پہ گردش کرے گلاب
دیکھے اگر اُسے جو ہے زیبائے کائنات

دنیا جسے پیالۂ سگ خوردہ ہو نوید
مٹھی میں بند کر کے وہ لے جائے کائنات

○

کیا غلط ہے جو کہوں میں کہ خدا تجھ سے ہے
اے علی تو نے خدا جس کو کہا تجھ سے ہے

تو نے اللہ کہا اُس کو تو اللہ بنا
تو خدا سے ہے بتا یا کہ خدا تجھ سے ہے

وہ خزانہ جو چھپا تھا ہوا ظاہر تجھ سے
جو خدا کا تھا خلا پُر وہ ہوا تجھ سے ہے

ذات پر جتنے صفت کے ہیں اُٹھا دے وہ حجاب
بس یہی سارے ملنگوں کی دُعا تجھ سے ہے

سب علی سے ہے کہا اور علی ہے مجھ سے
میں نے پوچھا تھا یہ اللہ سے کیا تجھ سے ہے

جب نہیں بھی نہیں تھا اس سے بھی پہلے تو تھا
یعنی ہر اوّل اوّل کی بنا تجھ سے ہے

تو نے بتلایا کہ تو کون ہے اور وہ کیا ہے
تجھ کو سجدہ کہ خدا مجھ کو ملا تجھ سے ہے

○

مَیں دھوپ میں ہوں میرے مولاؔ مجھے سائے میں آ کر لے جائیں
طاغوت نے مجھ کو گھیر لیا مجھے آپ بچا کر لے جائیں

مرے چاروں طرف ہے پھیلا ہوا یہ ہونے نہ ہونے کا جنگل
میں رستا بھول چکا مولاؔ مجھے اب تو نکلا کر لے جائیں

مری روح نے کیا وعدہ تھا کیا آنے سے پہلے دنیا میں
میں اپنا پچھلا بھول گیا مجھے یاد دلا کر لے جائیں

آپ اپنی سُدھ کو پانے میں آپ اپنی سُدھ مَیں بھول گیا
اب خود میں اپنا آپ نہیں مجھے اپنا بنا کر لے جائیں

آیا ہوں کہاں سے کہاں ہوں میں جانا ہے کہاں مجھ کو مولا
میں کون ہوں کیا ہوں کیسا ہوں آئینہ دکھا کر لے جائیں

میں آپ اپنی تاریکی تھا گم ہو گیا اِس تاریکی میں
میں آپ اپنی کو بھول گیا مجھے دیا بنا کر لے جائیں

جتنا میں سمجھتا جاتا ہوں اُتنا میں الجھتا جاتا ہوں
مری بات نہیں بنتی مجھ سے مری بات بنا کر لے جائیں

نفرت سی ہوگئی ہے خود سے خود کو پہچان کے عاجز ہوں
میں اپنے آپ کو جان چکا مجھے اب تو آ کر لے جائیں

دائیں بائیں آگے پیچھے آڑے ترچھے الٹے سیدھے
میں آپ کی بھیڑ ہوں اے مولاؑ مجھے آپ ہنکا کر لے جائیں

ہیں صاحب امر مرے مولاؑ مجھ مُردہ کو زندہ کر دیں
میں مر گیا ہوں اپنے اندر مُردے کو جلا کر لے جائیں

سانسوں کے اکھڑنے سے پہلے سینے کے اُدھڑنے سے پہلے
آپ اپنے نویدؔ کو اے مولاؑ سینے سے لگا کر لے جائیں

٥

جس چہرے میں اللہ کی صورت نظر آئی
کثرت سے اسی میں مجھے وحدت نظر آئی

کیا اسم علیٰ آئینۂ وصفِ خدا ہے
بس اوّل و آخر مجھے حیرت نظر آئی

کیونکر نہ کہوں ذات کو بدلا ہے صفت کا
مرضی تو مجھے نفس کی قیمت نظر آئی

سمٹا جو یہ نقطہ تو نظر آیا تجھے یا
پھیلا جو یہ نقطہ تو مشیت نظر آئی

سجدہ جو علیؑ کو کیا اللہ کو پہنچا
ازروئے وسیلہ یہی صورت نظر آئی

اُس کے ہی سبب لائے ہیں ہم غیب پہ ایمان
اُسکی ہی حضوری میں وہ غیبت نظر آئی

اک رُخ سے وہی ذات ہے اک رُخ سے صفت ہے
اللہ و علیؑ بیچ یہ نسبت نظر آئی

کرتی ہے نوید آ کے بلندی جسے سجدہ
بس اسمِ علیؑ میں وہ فضیلت نظر آئی

○

گر رخِ مرتضیٰؑ کو دیکھ لیا
تم نے سمجھو خدا کو دیکھ لیا

سر پہ نعلینِ مرتضیٰؑ رکھ لی
سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھ لیا

تیرے لہجے میں اے لسان اللہ
بات کرتے خدا کو دیکھ لیا

ہر نہ معلوم کا جو ہے معلوم
تیرے اُس نقشِ پا کو دیکھ لیا

عشق میں تیرے ڈوب کر ہم نے
عشق کی انتہاء کو دیکھ لیا

نعمتِ مرتضیٰ تیرے صدقے
بعثتِ انبیاء کو دیکھ لیا

آیتِ مرتضیٰ کی صورت میں
حجتِ بالغہ کو دیکھ لیا

تو خدا کا ہے جلوۂ ممکن
تجھ کو دیکھا خدا کو دیکھ لیا

تیرے سجدے میں صاحسیں کی صلوٰۃ
بندگی کی ادا کو دیکھ لیا

دے رہا ہے علی علی کی صدا
درد نے کیا دوا کو دیکھ لیا

مدح کر کے علی کی تم نے نوید
نَے میں ڈھلتے نوا کو دیکھ لیا

○

اپنے لئے خدا نے تراشا علیؑ کا نام
ظاہر کیا جو خود کو تو پایا علیؑ کا نام

وہ جو چھپا ہوا تھا خزانہ اَلست میں
کُن اس نے کہنا چاہا تو نکلا علیؑ کا نام

سمٹا علیؑ کا نام تو اللہ بن گیا
اسماء ہوئے ظہور جو پھیلا علیؑ کا نام

شکلِ اذاں میں میری سماعت نے سب سے قبل
یا تو سنی تھی نادِ علی یا علیؑ کا نام

ہے میری ماں گواہ مری لب کشائی کی
بولا تو سب سے پہلے لیا تھا علیؑ کا نام

جب بھی نویدِ ہست کا گہرا ہوا سکوت
دھڑکن نے میرے دل کی سنایا علیؑ کا نام

o

وجود کا اُسے اپنے برا نہیں ملتا
جسے علی نہیں ملتے خدا نہیں مِلتا

حجابِ ذات صفت نے ہی رکھ لیا ورنہ
خلا میں اور تو کچھ جز خلا نہیں ملتا

صفت جو خلق نہ کرتی علی کی شکل میں ذات
خدا کو اپنے لئے آئینہ نہیں ملتا

خودی و کوثر و سدرہ و عرش و لوح و قلم
علی کے در سے جو مانگو تو کیا نہیں ملتا

میں اُس کو اصل کہوں یا میں اُس کو مثل کہوں
علی سا کوئی علی کے سوا نہیں ملتا

مُلا سے ہی تو مِلا عقل کو خلا کا پتا
وجود گر نہیں ہوتا تو لا نہیں ملتا

وہ خود ہی چاہے تو دے کر صدا بلا لے نویدؔ
ہزار دیتا رہوں میں صدا نہیں ملتا

o

میں ہر اک ابتداء کی انتہاء مولا سے لیتا ہوں
ثنا کرتا ہوں توفیقِ ثنا مولاؐ سے لیتا ہوں

لطافت اک صلہ ہے اعتراف اپنی کثافت کا
میں چہرہ دیکھنے کو آئینہ مولاؐ سے لیتا ہوں

نہ سمجھیں گے قیامت تک قیامت توڑنے والے
میں اپنے صبر کرنے کا صلہ مولاؐ سے لیتا ہوں

مریضِ کبر ہوں اپنے مرض کے دور کرنے کو
میں عجز و انکساری کی دوا مولاؐ سے لیتا ہوں

جو تسلیم و رضا کی راہ میں مجھ پہ گزرتی ہے
اسے سہنے کا سارا حوصلہ مولاؐ سے لیتا رہوں

نوید اِس مدح گوئی کا صلہ پاتا ہوں دو طرفہ
جدا زہراؑ سے لیتا ہوں جدا مولاؐ سے لیتا ہوں

O

جو خدا کی طرح لگے خدا کوئی اور ہو تو بتا مجھے
نہ پہنچ سکے جسے انتہاء کوئی اور ہو تو بتا مجھے

جو خدا کو خود کو ہو دیکھنا اسے چاہیے کوئی آئینہ
بجز اک علیؑ کے وہ آئینہ کوئی اور ہو تو بتا مجھے

جسے اپنے جیسا ولی کہا جسے خود خدا نے علیؑ کہا
جو خدا کے قد میں سما گیا کوئی اور ہو تو بتا مجھے

کہ کوئی اسے نہ کہے خدا جسے تیغ سجدے میں دے کے جاں
وہ خدا کو جس نے خدا کیا کوئی اور ہو تو بتا مجھے

کہ قیام ہو جسے چاہنا، کہ رکوع ہو جسے سوچنا
کہ سجود ہو جسے دیکھنا کوئی اور ہو تو بتا مجھے

○

کاسۂ خودی مولا سکۂ خدا مولاؑ
میرے پاس سب کچھ ہے آپ کا دیا مولاؑ

ذات کے حجابوں میں اور صفت کے پردوں میں
یہ مِلا ہے تُو مجھ کو یا مِلا خدا مولاؑ

تُو اگر کبھی وہ ہے وہ اگر کبھی تُو ہے
کب کہوں علیؑ تجھ کو کب کہوں خدا مولاؑ

جب ہیں لازم و ملزوم ، جب ہیں معلم و معلوم
تو خدا کا چہرہ ہے یا ہے آئینہ مولاؑ

بے نیازِ صوت و لب، بے نیازِ گوش و تب
تو نے جو کہا مولاؔ میں نے جو سنا مولاؔ

تا بہ واجب و ممکن، تا بہ ظاہر و باطن
دل کی بزمِ امکاں کا ہے تو ہی دیا مولاؔ

کیا "نہیں" کہاں کی "ہے" کیسا "لا" کہاں کی "شے"
ھا ہے ابتداء مولاؔ ھو ہے انتہاء مولاؔ

تُو میں گم ہوا ایسا ھو میں گم ہوا ایسا
مست ہو گیا مولاؔ مست ہو گیا مولاؔ

نقطۂ جیمِ با تک قُل سے لے کے اقراء تک
القلم سے لکھا ہے لوح سے پڑھا مولاؑ

ہے نوید کو درکار فقر آپ سے سرکار
جس کی آنکھ کاسہ ہے اشک ہیں صدا مولاؑ

○

مجرئی جو خدا سے ملتا ہے
پہلے وہ مرتضیٰ سے ملتا ہے

ڈھونڈنے والے، مرتضیٰ کا سراغ
سدرۃ المنتہیٰ سے ملتا ہے

اتنا آساں نہیں ہے اپنا پتا
عشق مشکل کشاء سے ملتا ہے

عشقِ حیدرؑ کی ابتداء کا سرا
علم کی انتہاء سے ملتا ہے

اے مسافر ہے کیا بقا معلوم
یہ بھی رستا فنا سے ملتا ہے

خود بہ خود بن کے ہر سوال جواب
گُل کے عقدہ کشاء سے ملتا ہے

نذرِ اللہ اور نیازِ حسینؑ
فقر بس اِس صدا سے ملتا ہے

بس اُسی میں ہے مست ان کا فقیر
جو بھی اُن کی رضا سے ملتا ہے

حوصلہ مدحِ مرتضیٰؑ کا نوید
نیتِ بے ریاء سے ملتا ہے

○

دیکھنا ہے گر عرش کا منظر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر
تجھ کو عطا ہوجائیں گے پر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر

تُو اپنے اندر ہے خزانہ یاعلیؑ کہہ اور ظاہر ہوجا
اسمِ علیؑ ہے کُن کا مظہر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر

کُن کا کرشمہ ہاتھ آئے گا تو جو کہے گا ہوجائے گا
کچھ مت کر ہر لمحہ برابر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر

غیب ہے جو وہ حاضر ہوگا باطن تجھ پہ ظاہر ہوگا
تجھ میں چھپا ہے عالمِ اکبر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر

اپنا پتا تو رب کا پتا ہے رب کا پتا تو سب کا پتا ہے
تیری خبر ہے تیرے اندر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر

تجھ کو ملے گی اپنی دنیا اپنی صدا اور اپنا کاسہ
اپنی سبیل اور اپنا لنگر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر

تجھ کو ملے گی اپنی ہستی اپنا نشہ اور اپنی مستی
اپنی مے اور اپنا ساغر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر

گن کی بھی گردش نہ تھمے گی پاؤں کی بھی جنبش نہ تھمے گی
دل کے دھڑکنے کی دم دم پر یاعلیؑ ورد وظیفہ کر

ہچکی کے آنے سے بھی پہلے نبض کے رُک جانے سے بھی پہلے
آتی جاتی سانس کی لَے پر یاعلیؑ وِرد وظیفہ کر

وِرد کر اپنے رب کا ہر دم بھلا کرے وہ سب کا ہر دم
مَن کا ہے اُنتر مَن کا ہے منتر یاعلیؑ وِرد وظیفہ کر

○

تو خدا و خودی کا ہے سِرِ نہاں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ
دم بہ دم ہے ترا اسم وردِ زباں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

ممکن و واجب و باطن و ظاہر و حجت و آیت و غائب و حاضر و
جلوۂ اوّل و آخر و درمیاں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

کیا احد کیا صمد کیا عدد کیا مدد کیا ابد کیا سند کیا خرد کیا بلد
کیا زماں کیا مکاں کیا نہاں کیا عیاں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

کیا نظر کیا خبر کیا سفر کیا اثر کیا اِدھر کیا اُدھر کیا جدھر کیا کدھر
کیا یہاں کیا وہاں کیا جہاں کیا تہاں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

کثرت ذکر ہے صاحسین کی صلوٰۃ اور یہی نیت و حج و صوم و زکوٰۃ
ہے قیام و رکوع و سجود و اذاں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

ہم فقیروں کی ہے بس ریاضت یہی جاگتے سوتے ہے بس عبادت یہی
دل کی دھڑکن میں رکھ دی ہے اپنی زباں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

عشق کم پڑ گیا مستی کم پڑ گئی سجدہ کم پڑ گیا ہستی کم پڑ گئی
کون میری جبیں اور ترا آستاں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

مجھ کو جتنے ملے آپ کے رتبہ داں رازداں عاشقاں عارفاں کاملاں
سب ہی کہتے ملے الاماں الاماں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

سوچتے ہیں یہ ہم راندۂ دو جہاں آپ کا در نہ ہوتا تو جاتے کہاں
آپ ہیں بے پناہوں کی جائے اماں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

کٹ گئی رات وقتِ سحر ہے نوید
اب مصلّٰی بھی اشکوں سے تر ہے نوید
اب اذاں یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ
اب اقامت کرو اٹھ کے دو

O

شکست کو جو ارادے سے توڑ دے وہ علیؑ
وجودِ لا کو جو ممکن سے جوڑ دے وہ علیؑ

خدا کے بندوں تمھیں کیا خبر علیؑ کیا ہے
ملی ہوئی جو خدائی کو چھوڑ دے وہ علیؑ

جو وہ کہے وہی کُن ہے جو وہ کرے فیکون
مُڑے جدھر کو اُدھر حق کو موڑ دے وہ علیؑ

ہے جس کے قدموں کی جنبش کا نام فتحِ مبیں
کہ جو ہبل کی کلائی مروڑ دے وہ علیؑ

جو اپنے علم سے معلوم کا بنائے برا
پھر اس برے کو جو عصمت سے جوڑ دے وہ علیؑ

وہی علیؑ ہے جو میداں نہ چھوڑے فتح تلک
تمام مالِ غنیمت جو چھوڑ دے وہ علیؑ

نویدِ معرفتِ حق کا جو پیالہ دے
پھر اس میں ساری صبوحی نچوڑ دے وہ علیؑ

○

تُو خدا جیسا ہے یا تُو ہے خدا کس سے کہیں
تُو خدا سے نہ جدا ہو تو جدا کس سے کہیں

بات ولیوں کی ولی جانیں کہ معراج کی شب
کون ظاہر ہوا اور کون چھپا کس سے کہیں

ہم علیؑ کو کہیں اللہ کہ اللہ کو علیؑ
تجھ میں وہ یا کہ وہ ہے تجھ میں چھپا کس سے کہیں

تو بتا گر ترے اَبرو کا اشارہ یہ نہیں
ہم فنا کس سے کہیں اور بقاء کس سے کہیں

دیکھنے والا کوئی ہو تو اُٹھے حُسن کا حجاب
خود مصوّر ہے جو تصویر بنا کس سے کہیں

تیرے ہاتھوں سے مَرا مر کے جیا پھر نہ مَرا
کام کیا ہائے نصیری نے کیا کس سے کہیں

قد میں اللہ کے یہ کون سمایا ہے نوید
پُر کیا کس نے خدا کا یہ خلا کس سے کہیں

O

خدا سے میں نے علیؑ کو جدا کبھی نہ کیا
علیؑ کا ذکر بغیرِ خدا کبھی نہ کیا

خدا کو میں نے علیؑ سے سوا نہیں جانا
علیؑ کو میں نے خدا سے سوا کبھی نہ کیا

خدا مرکّب توحید اور ولایت ہے
بہم کو میں نے قسم سے جدا کبھی نہ کیا

خدا کا شکر کہ میں نے کیا ہے ذکرِ علیؑ
زباں سے اِس کے سوا کچھ ادا کبھی نہ کیا

اللہ کو میں نے بہ مشروطِ "لا" کہا ہے توحید
بقا کو میں نے فنا سے جدا کبھی نہ کیا

○

مری زباں میں اسے کہتے ہیں امام مبیں
کہے جو "ہے" تو خدا ہے کہے "نہیں" تو نہیں

وہ جس وجود کے سینے میں ہے امانتِ غیب
کہو بڑی وہ امانت ہے یا بڑا ہے امیں

سوال یہ ہے وجود و شہود سے پہلے
مکین سے ہے مکاں یا مکان سے ہے مکیں

کھلا یہ اُس پہ قلندرؔ نے جس کو دی پرواز
نہ ہے زماں نہ مکاں ہے نہ آسماں نہ زمیں

ترا وجود مری "ہے" میں کس طرح آئے
ترا وجود تو جب تھا کہ تھا نہیں بھی نہیں

○

کعبہ ہے ترا سجدہ قبلہ ہے ترا سجدہ
مولا ترے جلوے کا پردہ ہے ترا سجدہ

معبود ہے عابد ہے مسجود ہے ساجد ہے
توحید ہے آئینہ چہرہ ہے ترا سجدہ

توحید کا قد تیرے قامت کے برابر ہے
قامت کے برابر ہی نکلا ہے ترا سجدہ

توحید نے پائی ہے جس وقت بقا مولا
اُس وقت ترے خوں میں ڈوبا ہے ترا سجدہ

کافی ہے سمجھنے کو افلاک پہ تُو کیا ہے
جب فرش پہ اے مولاؑ آتا ہے ترا سجدہ

میں کس سے کہوں آخر میں کس پہ کروں ظاہر
ہو کر ترے سجدے سے گزرا ہے ترا سجدہ

ہے علی بھی تُو

ہے بلند تو ہے صبور تو
کہ ہے نور تو ہے ظہور تو
ہے غیاب تو ہے حضور تو
ہے ولی بھی تو ہے علی بھی تو
ہے خفی بھی تو ہے جلی بھی تو
ہے مہا بھی تو ہے بلی بھی تو
ہے کریم تو ہے رحیم تو
ہے مجیب تو ہے عظیم تو
ہے خبیر تو ہے علیم تو
ہے شہود تو ہے وجود تو
ہے سلام تو ہے درود تو
ہے رکوع تو ہے سجود تو
مری موت تو ہے حیات تو

مرا دن ہے تو مری رات تو
مری ذات تو ہے صفات تو
مری مانگ تو ہے مُراد تو
مرا تقویٰ تو ہے جہاد تو
مرا پہلا تو مرا بعد تو
میرا روزہ تو ہے نماز تو
مرا عقدہ تو مرا راز تو
مرا ہونا تو ہے جواز تو
مرا قبلہ تو مرا کعبہ تو
مرا حوصلہ تو مرا سجدہ تو
مری دنیا تو مری عقبہ تو
مرا دوست تو ہے ظہیر تو
کہ نظارہ تو ہے نظیر تو
کہ ہے امر تو ہے امیر تو
کہ ہے نظم تو ہے نظام تو

ہے ہمیشہ تو ہے دوام تو
کہ ہے خاص تو کہ ہے عام تو
کہ ارادہ تو ہے خیال تو
کہ ہے اصل تو ہے مثال تو
کہ جنوب تو ہے شمال تو
مرا شرق تو مرا غرب تو
مری ڈھال تو مرا حرب تو
مرا وار تو مری ضرب تو
مری نحو تو مری صرف تو
مری صوت تو مرا حرف تو
مرا شعلہ تو مری برف تو
مری آہ تو مری واہ تو
مری چشم تو ہے نگاہ تو
مرا آب تو ہے گیاہ تو
مرا سایہ تو ہے پناہ تو

مرا دن ہے تو مری رات تو
مری ذات تو ہے صفات تو
مری مانگ تو ہے مُراد تو
مرا تقویٰ تو ہے جہاد تو
مرا پہلا تو مرا بعد تو
میرا روزہ تو ہے نماز تو
مرا عقدہ تو مرا راز تو
مرا ہونا تو ہے جواز تو
مرا قبلہ تو مرا کعبہ تو
مرا حوصلہ تو مرا سجدہ تو
مری دنیا تو مری عقبہ تو
مرا دوست تو ہے ظہیر تو
کہ نظارہ تو ہے نظیر تو
کہ ہے امر تو ہے امیر تو
کہ ہے نظم تو ہے نظام تو

ہے ہمیشہ تو ہے دوام تو
کہ ہے خاص تو کہ ہے عام تو
کہ ارادہ تو ہے خیال تو
کہ ہے اصل تو ہے مثال تو
کہ جنوب تو ہے شمال تو
مرا شرق تو مرا غرب تو
مری ڈھال تو مرا حرب تو
مرا وار تو مری ضرب تو
مری نحو تو مری صرف تو
مری صوت تو مرا حرف تو
مرا شعلہ تو مری برف تو
مری آہ تو مری واہ تو
مری چشم تو ہے نگاہ تو
مرا آب تو ہے گیاہ تو
مرا سایہ تو ہے پناہ تو

مرا جادہ تو مری راہ تو
کہ وکیل تو ہے گواہ تو
مری بھوک تو مری پیاس تو
مرا دُور تو مرا پاس تو
مرا ہوش تو ہے حواس تو
مری نیند تو مرا خواب تو
ہے نزول تو ہے کتاب تو
ہے سوال تو ہے جواب تو
مری صبح تو مری شام تو
ہے خوشی تو ہے کلام تو
ہے صلوٰۃ تو ہے قیام تو
مرا حا بھی تو مرا ھو بھی تو
مری مے بھی تو ہے سبو بھی تو
مری میں بھی تو مرا تو بھی تو
ہے احد بھی تو ہے صمد بھی تو

ہے ازل بھی تو ہے ابد بھی تو
ہے خرد تو ہے عدد بھی تو
ہے وجود تو ہے عدم بھی تو
مرا قول تو ہے قسم بھی تو
کہ زمانہ تو ہے قدم بھی تو
مرا غیض تو ہے غضب بھی تو
مرا من بھی تو ہے سبب بھی تو
مرا رب بھی تو مرا سب بھی تو
ہے زمیں بھی تو ہے فلک بھی تو
مرا تک بھی تو ہے تلک بھی تو
مرا جلوہ تو ہے جھلک بھی تو
مری سمت تو ہے سفر بھی تو
مرا دل بھی تو ہے خبر بھی تو
کہ اِدھر بھی تو ہے اُدھر بھی تو
مری آنکھ تو ہے نظر بھی تو

کہ دعا بھی تو ہے اثر بھی تو
کہ گزر بھی تو ہے بسر بھی تو
ہے زماں بھی تو ہے مکاں بھی تو
ہے عیاں بھی تو ہے نہاں بھی تو
ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو
مری ہے بھی تو ہے نہیں بھی تو
مرا شک بھی تو ہے یقیں بھی تو
کہ مکاں بھی تو ہے مکیں بھی تو
مری فجر تو ہے عشاء بھی تو
ہے پیا بھی تو ہے ورا بھی تو
ہے فنا بھی تو ہے بقا بھی تو
ہے بہم بھی تو ہے جدا بھی تو
ہے صنم بھی تو ہے خدا بھی تو

ھو

یا علی اللہ ایلیاؑ ھو
جلی جلال شاہ

تو ہی با ہے تو بسم اللہ تو ہی اقراء تو ہی قل
تو ہی ازل ہے تو ہی ابد ہے تو ہی مجذوب ہے تو ہی کل
قطرہ و موج و دریا ھو
یا علی اللہ ایلیاؑ ھو
جلی جلال شاہ

تو ہی ممکن تو ہی واجب تو ہی وجود اور تو موجود
تو ہی عبادت تو ہی عابد تو ہی عبد اور تو معبود
مالک وملک و بندہ ھو
یا علیؑ اللہ ایلیاؑ ھو
جلّ جلالُ شانہٗ

تو ہی مصحف تو ہی وحی اور تو ہی نازل تو ہی نزول
تو ہی کن ہے تو فیہ کوں ہے تو ہی حاصل تو ہی حصول
منشا مشیت ارادہ ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاؑ ھو
جلّ جلالُ شانہٗ

تو ہی ولایت تو ہی رسالت تو ہی امامت تو جبریل
تو یٰسین تو عرش و کرسی تو ہی قدس تو عزرائیل
عید و وعیدو وعدہ ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاؑ ھو
جلی جلال شانہٗ

تو ہی اذاں ہے تو ہی اقامت تو ہی تشہد تو ہی صلوٰۃ
تو ہی نیت تو ہی حج ہے تو ہی صوم اور تو ہی زکوٰۃ
فرض و فریض و فریضہ ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاؑ ھو
جلی جلال شانہٗ

تو ہی کرم ہے تو ہی کریم اور تو ہی اعظم تو ہی عظیم
تو ہی آیت تو ہی نعمت تو ہی صراط المستقیم
منبہ و قبلہ و کعبہ ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاً ھو
جلّ جلالہٗ شانہٗ

تو ہی جلال اور تو ہی جلیل اور تو ہی قسیم اور تو حجت
تو ہی زہد ہے تو ہی تقویٰ تو ہی فقر ہے تو حاجت
فقر و فقیر و فاقہ ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاً ھو
جلّ جلالہٗ شانہٗ

تو ہی سبب ہے تو ہی مسبب تو محجوب اور تو ہی حجاب
تو ہی اثر ہے تو ہی مؤثر تو ہی دعا ہے تو ایجاب
وصل و وصال و وسیلہ ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاً ھو
جلّ جلالٗ شانہٗ

تو ہی زماں ہے تو ہی مکاں ہے تو ہی مقصد تو مقصود
تو ہی شہود ہے تو ہی شاہد تو مشہود ہے تو ہی ورود
مبدا ماوا ملجا ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاً ھو
جلّ جلالٗ شانہٗ

جس کو پناہ کہیں نہیں ملتی اس کو تو دیتا ہے پناہ
حقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ لا الہٰ الا اللہ
عرض و عریض و عریضہ ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاؑ ھو
جلّ جلالہٗ شانہٗ

جب بھی اللہ کہنا چاہا جب بھی مولا کہنا چاہا
جب بھی یاعلیؑ کہنا چاہا جب بھی ایلیاؑ کہنا چاہا
منہ سے توحید کے نکلا ھو
یاعلیؑ اللہ ایلیاؑ ھو
جلّ جلالہٗ شانہٗ

ورد

علیؑ وحدت علیؑ کثرت علیؑ قدرت علیؑ ہیبت
علیؑ حجت علیؑ آیت علیؑ رحمت علیؑ نعمت
علیؑ صفوت علیؑ حکمت علیؑ غیبت علیؑ حیرت
علیؑ نسبت علیؑ سورت علیؑ دولت علیؑ صولت
علیؑ عصمت علیؑ سطوت علیؑ نصرت علیؑ فطرت
علیؑ جودت علیؑ شوکت علیؑ رفعت علیؑ حرمت
علیؑ منبہ علیؑ قبلہ علیؑ کعبہ علیؑ سجدہ
علیؑ مبدا علیؑ ماوا علیؑ ملجا علیؑ مولا
علیؑ دنیا علیؑ عقبیٰ علیؑ اولا علیؑ آعلا
علیؑ حاضر علیؑ ناظر علیؑ قاہر علیؑ جابر
علیؑ قادر علیؑ نادر علیؑ باصر علیؑ ناصر
علیؑ ذاکر علیؑ طاہر علیؑ صابر علیؑ آخر
علیؑ یزداں علیؑ امکاں علیؑ پایاں علیؑ دوراں

علیؑ ایقاں علیؑ عرفاں علیؑ پیاں علیؑ رحماں
علیؑ ایماں علیؑ درماں علیؑ سلطاں علیؑ جاناں
علیؑ موجب علیؑ یوجب علیؑ واجب علیؑ ثارب
علیؑ غالب علیؑ جالب علیؑ طالب علیؑ قالب
علیؑ غائب علیؑ نائب علیؑ صائب علیؑ وائب
علیؑ رافع علیؑ واسع علیؑ جامع علیؑ راکع
علیؑ قانع علیؑ طالع علیؑ نافع علیؑ مانع
علیؑ دافع علیؑ سامع علیؑ عانع علیؑ شافع
علیؑ کامل علیؑ عامل علیؑ عاقل علیؑ فاضل
علیؑ نازل علیؑ حامل علیؑ عادل علیؑ واصل
علیؑ ساحل علیؑ داخل علیؑ عاجل علیؑ حاصل
علیؑ کافی علیؑ شافی علیؑ والی علیؑ حامی
علیؑ مستی علیؑ ہستی علیؑ وہبی علیؑ قلبی
علیؑ روحی علیؑ جسمی علیؑ لحمی علیؑ دمی
علیؑ رازق علیؑ خالق علیؑ واثق علیؑ حاذق

علیؑ طارق علیؑ شارق علیؑ فارق علیؑ ناطق
علیؑ واثق علیؑ لائق علیؑ فائق علیؑ شائق
علیؑ واحد علیؑ شاہد علیؑ حامد علیؑ زاہد
علیؑ قائد علیؑ رائد علیؑ بائد علیؑ عابد
علیؑ موجد علیؑ ماجد علیؑ واجد علیؑ ساجد
علیؑ حاکم علیؑ عالم علیؑ عاصم علیؑ ناظم
علیؑ قاسم علیؑ راقم علیؑ حاتم علیؑ خاتم
علیؑ قائم علیؑ دائم علیؑ صائم علیؑ نائم
علیؑ داور علیؑ حیدر علیؑ مظہر علیؑ اظہر
علیؑ منبر علیؑ سرور علیؑ جوہر علیؑ محور
علیؑ کوثر علیؑ انصر علیؑ یاور علیؑ اطہر
علیؑ سدرہ علیؑ طوبیٰ علیؑ طٰہٰ علیؑ شجرہ
علیؑ آقا علیؑ جھرنا علیؑ چشمہ علیؑ دریا
علیؑ دیکھا علیؑ سوچا علیؑ سمجھا علیؑ جانا
علیؑ کُلِّ علی غالب علیؑ بنِ ابی طالبؑ

"خطبۃ البیان"

"میں"

زخم کوئی بھی ہو ہر زخم کا مرہم ہے علیؑ
"میں" ہے وہ راز کہ جس راز کا محرم ہے علیؑ

تجھ سے اٹھے گی تجلی کہاں اے چشم نزار
ہیبتِ حسن میں اک طور کا عالم ہے علیؑ

وہ جو کہتا ہے کہ جب کچھ بھی نہ تھا تب میں تھا
تھا فقط نورِ خدا جلوہ نما تب میں تھا

میں نے قائم کئے افلاک بچھائی یہ زمیں
یہ ستارے یہ مہ و مہر مرے زیرِ نگیں

یہ مکاں اپنی ہی تنہائی سے کاڑھا میں نے
اس مکاں میں کہاں موجود کوئی مجھ سا مکیں

میں ہی اوّل بھی ہوں اوسط بھی ہوں آخر بھی ہوں
آپ باطن بھی ہوں اور آپ ہی ظاہر بھی ہوں

میں پیمبر تو نہیں نفسِ پیمبر میں ہوں
لوحِ رجعت پہ جو ہے حرفِ مکرّر میں ہوں

بہ خدا کوئی نہیں میرے برابر سرِ دہر
اور کوئی ہے تو فقط اپنے برابر میں ہوں

کب سماتی ہے مجھ آفاق میں قامت میری
بند ہے رازِ مشیت میں حقیقت میری

میں یداللہ بھی ہوں سیفِ الٰہ بھی میں ہوں
موجۂ نیل بھی موسیٰ کا عصا بھی میں ہوں

میں ہی کہتا ہوں کہ میں نے کیا تخلیق جہاں
بس فقط یہ نہیں کہتا کہ خدا بھی میں ہوں

رازِ کن رازِ ازل رازِ بقا ہے مجھ میں
میں خدا میں نہیں موجود خدا ہے مجھ میں

میں کہ عالم میں ہوں مخلوقِ خدا پہ حجت
خشک و تر سے ہے عیاں دہر میں میری قدرت

تب ہوئے خلق یہ سارے ملک و جن و بشر
کرلی مخلوق نے جب ہاتھ پہ میرے بیعت

مجھ سے پوشیدہ نہیں غیب کا اسرار کوئی
چشم کے آگے نہیں ہے مرے دیوار کوئی

سِرِ رحمٰن ہوں میں عابد و معبود ہوں میں
لوحِ محفوظ ہوں میں شاہد و مشہود ہوں میں

میری ٹھوکر میں ہے یہ عالمِ امکانِ نبود
برسرِ کون و مکاں ساجد و مسجود ہوں میں

میری تخلیق ہے تخلیقِ سب سے پہلے
اس اندھیرے میں مرا نور ہے سب سے پہلے

صاحبِ طُور ہوں میں صاحبِ مَسطور ہوں میں
مالکِ یومِ قیامت غضبِ صُور ہوں میں

میرے چہرے میں سلامت ہے خدا کا چہرہ
کیا فنا مجھ کو کہ سر تا بہ قدم نور ہوں میں

جہاں شے کوئی نہیں ہُوں میں وہاں پر موجود
غیر غائب ہے بھرا میں ہوں جہاں پر موجود

میں ہی ایمان ہوں ایماں کی جزا بھی میں ہوں
مرضیٔ رب بھی ہوں میں دینِ خدا بھی میں ہوں

اف رے طاقت کہ اُحد میں ملی اللہ سے تیغ
اف رے قامت کہ محمدؐ کی دُعا بھی میں ہوں

میں اسی تیغ سے باطل کو فنا کرتا ہوں
خیر کو شر سے بہ یک ضرب جُدا کرتا ہوں

موج دیتا ہے جو دریاؤں کو وہ بھی میں ہوں
سیپ میں دیپ جو رکھتا ہے سو وہ بھی میں ہوں

تہہ بہ تہہ سنگ میں موجود ہر اک کیڑے کو
رزق پہنچاتا ہے ہر آن جو وہ بھی میں ہوں

کیا شجر کیا یہ حجر سب کی زباں جانتا ہوں
شے کی ترکیب کو باطن سے میں پہچانتا ہوں

چہرۂ غیب ہوں میں غیب کا پردہ ہوں میں
دوش و امروز ہوں میں عرصۂ فردا ہوں میں

ہوں وہ عالم کا تغیر کہ ہوں عالم پہ محیط
ذرہ و کوہ ہوں میں قطرہ و دریا ہوں میں

جب کہا میں نے کہ مجھ سا ہے کوئی مجھ میں مکیں
میری آواز پلٹ آئی نہیں کوئی نہیں

خدا خدا علی علی علی علی خدا خدا

خدا ہے خلوتِ علی علی ہے خلوتِ خدا
علی ہے تجلۂ خدا خدا ہے تجلۂ علی
خدا ہے ہو بہ ہو علی علی ہے ہو بہ ہو خدا
علی ہے جلوۂ خدا خدا ہے جلوۂ علی
خدا کا اسم ہے علی علی کا اسم ہے خدا
علی ہے پردۂ خدا خدا ہے پردۂ علی
خدا علی کا مرکزہ علی خدا کا مرکزہ
علی ہے مظہرِ خدا خدا ہے مظہرِ علی
خدا علی کا آئینہ علی خدا کا آئینہ
علی ہے چہرۂ خدا خدا ہے چہرۂ علی
خدا علی کی ہے صلواۃ علی خدا کی ہے صلواۃ
علی ہے سجدۂ خدا خدا ہے سجدۂ علی
خدا علی کا ہے سرا علی خدا کا ہے سرا

علیؑ ہے رتبۂ خدا خدا ہے رتبۂ علیؑ
خدا ہے حجتِ علیؑ علیؑ ہے حجتِ خدا
علیؑ ہے آیۂ خدا خدا ہے آیۂ علیؑ
خدا فضیلتِ علیؑ علیؑ فضیلتِ خدا
علیؑ ہے سایۂ خدا خدا ہے سایۂ علیؑ
خدا علیؑ کا عکس ہے علیؑ خدا کا عکس ہے
علیؑ ہے جملۂ خدا خدا ہے جملۂ علیؑ
خدا علیؑ کی معیّت علیؑ خدا کی معیّت
علیؑ ہے لہجۂ خدا خدا ہے لہجۂ علیؑ
خدا علیؑ کا ہے مکیں علیؑ خدا کا ہے مکیں
علیؑ ہے قریۂ خدا خدا ہے قریۂ علیؑ
خدا علیؑ کی مثل ہے علیؑ خدا کی مثل ہے
علیؑ ہے کعبۂ خدا خدا ہے کعبۂ علیؑ
خدا علیؑ کی ہے خبر علیؑ خدا کی ہے خبر
علیؑ ہے حوضۂ خدا خدا ہے حوضۂ علیؑ

خدا علیؑ کی ہے طلب علیؑ خدا کی ہے طلب
علیؑ ہے کاسۂ خدا خدا ہے کاسۂ علیؑ
خدا علیؑ کا نقش ہے علیؑ خدا کا نقش ہے
علیؑ ہے سکۂ خدا خدا ہے سکۂ علیؑ
خدا کی اصل ہے علیؑ علیؑ کی اصل ہے خدا
علیؑ ہے زمرۂ خدا خدا ہے زمرۂ علیؑ
خدا کا ذکر ہے علیؑ علیؑ کا ذکر ہے خدا
علیؑ ہمیشۂ خدا خدا ہمیشۂ علیؑ
خدا علیؑ کی کیمیا علیؑ خدا کی کیمیا
علی خمیرۂ خدا خدا خمیرۂ علیؑ
خدا علیؑ کی فطر ہے علی خدا کی فطر ہے
علیؑ وطیرۂ خدا خدا وطیرۂ علیؑ
خدا علیؑ کا زاویہ علیؑ خدا کا زاویہ
علیؑ اشارۂ خدا خدا اشارۂ علیؑ

خدا ہے منزلِ علی علی ہے منزلِ خدا
علی ہے جادۂ خدا خدا ہے جادۂ علی
خدا کی دید ہے علی علی کی دید ہے خدا
علی نظارۂ خدا خدا نظارۂ علی
خدا سے ہے علی علی علی سے ہے خدا خدا
علی ہے شہرۂ خدا خدا ہے شہرۂ علی
خدا علی سے منکشف علی خدا سے منکشف
علی خزانۂ خدا خدا خزانۂ علی
خدا کی ہے رضا علی علی کی ہے رضا خدا
علی ارادۂ خدا خدا ارادۂ علی
خدا خدا علی علی علی علی خدا خدا
علی اعادۂ خدا خدا اعادۂ علی
خدا علی کا پیرہن علی خدا کا پیرہن
علی لبادۂ خدا خدا لبادۂ علی

خدا کا نور ہے علیؑ علیؑ کا نور ہے خدا
علیؑ ہے پارۂ خدا خدا ہے پارۂ علیؑ
خدا علیؑ کی انتہاء علیؑ خدا کی انتہاء
علیؑ ہے درجۂ خدا خدا ہے درجۂ علیؑ
خدا علیؑ کی ہے کشید علیؑ خدا کی ہے کشید
علیؑ پیالۂ خدا خدا پیالۂ علیؑ
خدا علیؑ سے متصل علیؑ خدا سے متصل
علیؑ حوالۂ خدا خدا حوالۂ علیؑ
خدا علیؑ کا ہے احد علی خدا کا ہے احد
علیؑ یگانۂ خدا خدا یگانۂ علیؑ
خدا علیؑ کی شکل میں علیؑ خدا کی شکل میں
علیؑ زمانۂ خدا خدا زمانۂ علیؑ
خدا علیؑ کا لحن ہے علیؑ خدا کا لحن ہے
علیؑ ترانۂ خدا خدا ترانۂ علیؑ

خدا کی طرح ہے علیؑ علیؑ کی طرح ہے خدا

علیؑ نمونۂ خدا خدا نمونۂ علیؑ

خدا علیؑ کی زیب و زین علیؑ خدا کی زیب و زین

علیؑ ہے جبۂ خدا خدا ہے جبۂ علیؑ

خدا علیؑ کا پیچ ہے علیؑ خدا کا پیچ ہے

علیؑ عمامۂ خدا خدا عمامۂ علیؑ

خدا علیؑ کا جامعہ علیؑ خدا کا جامعہ

علیؑ ہے جامۂ خدا خدا ہے جامۂ علیؑ

خدا علیؑ کا ناز ہے علیؑ خدا کا ناز ہے

علیؑ ہے طرۂ خدا خدا ہے طرۂ علیؑ

خدا کا دیں علیؑ کا دیں علیؑ کا دیں خدا کا دیں

علیؑ طریقۂ خدا خدا طریقۂ علیؑ

خدا ملا علیؑ ملا علیؑ ملا خدا ملا

علیؑ وسیلۂ خدا خدا وسیلۂ علیؑ

خدا خدا علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ خدا خدا

مولا مولا کیا مولا مولا کیا

مجھ سے پوچھا کسی نے کبھی جو نوید
آ کے دنیا میں تم نے کہو کیا کیا
میں نے بھی مست ہو کر یہ اس سے کہا
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

میں نے بھی وہ کیا جو خدا نے کیا
جو خدا نے کیا مصطفیٰؐ نے کیا
مصطفیٰؐ نے کیا اولیاء نے کیا
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

جلوۂ سدرۃ المنتہیٰ مل گیا
مجھ کو شکلِ علیؑ میں خدا مل گیا
اور جب ہر سرے کا سرا مل گیا
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

اور جب مجھ کو میرا پتا مل گیا
اور جب مجھ کو رازِ فنا مل گیا
اور جب عرش کا راستا مل گیا
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

جب مرے سامنے تھا وہ عرشِ عُلا
مجھ پہ کعبے کا دروازہ اُس دم کھلا
میں نے دہلیز پر کر کے سجدہ ادا
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

کون ہے یہ خفی کون ہے یہ جلی
کون ان میں خدا کون ان میں علیؑ
جب یہ پردہ اٹھا میں نے بے ساختہ
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

جب مرے عشق نے کر دیا مجھ کو مست
یومِ دیں سے ہُوا آ کے یومِ الست
طے ہوا جب بہ یک جست یہ فاصلہ
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

جب کہا مرتضیٰ جب سُنا مرتضیٰ
جب لکھا مرتضیٰ جب پڑھا مرتضیٰ
یا قصیدہ کہا یا قصیدہ سنا
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

ہاں سفر در سفر رہگور رہگور
جب گئے عرش پر آئے جب فرش پر
مولا مولا کیا مولا مولا کیا
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

زندگی وقت کے ساتھ چلتی رہی
رات نے جاگ کر اس کی تسبیح کی
دن نے گلیوں میں سورج کا کاسہ اٹھا
مولا مولا کیا مولا مولا کیا

یاد ہے یاد ہے یا علی یا علی

جب نہیں بھی نہیں تھا تو پھر "میں" جو تھا کون تھا
یاد ہے یاد ہے یا علی یا علی یا علی

امرِ تخلیق سے کس نے تھا کُن کو پیدا کیا
یاد ہے یاد ہے یا علی یا علی یا علی

غیب رہ کر تھا کس نے کیا "میں" کو "تو" "تو" کو "میں"
غیب کو کس نے اپنی حضوری سے حاضر کیا
یاد ہے یاد ہے یا علی یا علی یا علی

سیّدہ، طیبہ، طاہرہ، مرضیہ، راضیہ
کس کا یہ اوّل ورد تھا آخرِ ورد تھا
یاد ہے یاد ہے یا علی یا علی یا علی

یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ
وہ خزانہ جو پوشیدہ تھا کیسے ظاہر ہوا
یاد ہے یاد ہے یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

آپ تھے، آپ ہیں، آپ ہی ہوں گے موجود پھر
کیا نہ تھا تھا تو کیا، ہے تو کیا، اور ہوگا تو کیا
یاد ہے یاد ہے یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

خلق جس دم ہوئے عقل و علم و قلم اور روح
جس گھڑی لوح لکھی گئی عرش قائم ہوا
یاد ہے یاد ہے یا علیؑ یاعلیؑ یا علیؑ

جس گھڑی خاک سے پہلے آدمؑ کا پتلا بنا
جس گھڑی امر آدمؑ کے سینے میں پھونکا گیا
یاد ہے یاد ہے یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

پوچھتے ہو مری شاعری کا خلاصہ نویدؔ
زندگی بھر لکھا تب کہیں ایک مصرعہ کہا
یاد ہے یاد ہے یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

دستِ خدا ہاتھ آیا ہے

جس دن سے علیؑ کو پایا ہے اللہ مرا ہمسایہ ہے

اِس در سے سخاوت پائی ہے اِس در سے ولایت پائی ہے
جب کی اِس در پہ گدائی ہے تب دستِ خدا ہاتھ آیا ہے

تب اُس کو ملی خلعت واپس تب اُس کو ملی جنت واپس
جب اِس دروازے پر آ کر آدمؑ نے سر کو جھکایا ہے

جانے یہ علیؑ جانے یہ خدا کیا حدِّ علیؑ کیا حدِّ خدا
یہ پردہ اُٹھا ہے کس سے مگر یہ پردہ کس نے اٹھایا ہے

یہ مَیں سے ہوا ہے "تُو" ظاہر یا تُو سے ہوئی ہے "مَیں" ظاہر
یہ کس نے کس کو کیا ظاہر یہ کس نے کس کو چھپایا ہے

جو جلوہ بھی ہے محبّی بھی جو سجدہ بھی ہے تجلّی بھی
وہ وزن علیؑ ہی کا ہے نویدؔ جو وزن علیؑ نے اٹھایا ہے

علیؑ ولی کا ظہور

ہے آج تیرہ رجب، ہے علیؑ ولی کا ظہور
خرید و مرضیٔ رب ہے علیؑ ولی کا ظہور

یہ لمحہ کُن سے ہے بڑھ کر اگر کوئی سمجھے
قبولیت کا ہے وا در اگر کوئی سمجھے
ہے وقتِ نیمۂ شب ہے علیؑ ولی کا ظہور

علیؑ کے رندو تمہیں آج ہے کشی کی قسم
کہ ایک قطرہ نہ چھلکے نہ ایک قطرہ ہو کم
یہی ہے شرطِ ادب ہے علیؑ ولی کا ظہور

علیؑ کے نام کی سب سنگ پی رہے ہیں
پلا رہے ہیں قلندرؒ، ملنگ پی رہے ہیں
سبھی ہیں جام بہ لب ہے علیؑ، ولی کا ظہور

وہ جس جہانِ مسبب کو تھی تلاشِ سبب
تھا جس کا خانۂ کعبہ کو انتظار وہ رب
ہے وہ نزولِ سبب ہے علیؑ ولی کا ظہور

چمک رہا ہے جو یہ خاورِ ابوطالبؑ
کھلا ہوا ہے ہر اک پہ درِ ابوطالبؑ
کرو جو چاہو طلب ہے علیؑ ولی کا ظہور

حرارت اور یہ حرکت یہ مادّہ یہ وقت
نہ ہوتا اِن کا ارادہ تو کچھ نہ تھا یہ وقت
جہاں میں جو بھی ہے سب ہے علیؑ ولی کا ظہور

نہ کُھلتا اہلِ طریقت پہ راز ہونے کا
علیؑ نہ ہوتے تو کیا تھا جواز ہونے کا
جہانِ کن کا سبب ہے علیؑ ولی کا ظہور

تمام ہوگئی نعت یہ دیں تمام ہوا
تمام سلسلۂ مرسلیں تمام ہوا
سب آچکے ہیں اور اب ہے علیؑ ولی کا ظہور

علیؑ کی شکل میں آخر مجھے ملا معبود
مرا قیام یہ میرا رکوع میرا سجود
ہے جس کے دم سے یہ سب ہے علیؑ ولی کا ظہور

ظہور جس کا کہ مظلوم کے لئے ہے نوید
غموں کے باب میں مغموم کے لئے ہے نوید
کہ ظالموں پہ غضب ہے علیؑ ولی کا ظہور

غدیر

اے کائناتِ کُن ترا حاصل غدیر ہے
یومِ الست تیرے مماثل غدیر ہے

یہ ہے وہ یوم جس میں کہ نعمت ہوئی تمام
تکمیلِ دیں کے ساتھ رسالتؐ ہوئی تمام
کل انبیاء کی محبتِ کامل غدیر ہے

ہے جو نہیں سے پہلے خبر اُس کی ہے غدیر
ہے قدر جس کی لیل سحر اُس کی ہے غدیر
ہر حاصلِ خدا کا محاصل غدیر ہے

ممکن کو جس نے کردیا واجب یہ ہے وہ دن
مطلب خود آپ جس کا ہے طالب یہ ہے وہ دن
جس نے کیا ہے نور سے واصل غدیر ہے

مستور جس میں وجہِ جلالت مآب ہے
جس کی مہار دستِ رسالتؐ مآب ہے
میدانِ خم کے بیچ وہ محمل غدیر ہے

جس پہ مرا قیامِ نظامِ حیات ہے
جس پہ مرا دوامِ نظامِ حیات ہے
دھڑکن ہے یاعلیؑ کی صدا دل غدیر ہے

توحید کو ملی ہے ولایت جہاں نوید
کی ہے ہر ایک روح نے بیعت جہاں نوید
آغاز کے سفر کی وہ منزل غدیر ہے

یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

یہ دل سوچتا ہے یہ دل کھوجتا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

حجابوں کے اندر حجابوں سے باہر
نقابوں کے اندر نقابوں سے باہر
خدا یا علی ہے علی یا خدا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

وہ پنہاں یہ پیدا وہ باطن یہ ظاہر
وہ جلوہ یہ پردہ، وہ اوّل یہ آخر
وہ اِس میں چھپا ہے یہ اُس میں چھپا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

وہ لا ابتداء ہے یہ لا انتہاء ہے
وہ اِس کا سرا ہے یہ اُس کا سرا ہے
نہ اِس کا پتہ ہے نہ اُس کا پتہ ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

یہ کس کی زباں سے خدا بولتا ہے
یہ کس کا ہے لہجہ یہ کس کی صدا ہے
چھپا کون ہے کون ظاہر ہوا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

یہ عصمت کی وحدت،خدا کی حقیقت
ولی کی صفت انبیاء کی حقیقت
خدا کی قسم بس علیؑ جانتا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

وہ ہو کبریا یا کہ ہوں وہ پیمبرؐ
ہوں شبیرؑ و شبرؑ کہ ہوں وہ قلندرؒ
ہے اِن کے سوا کون جس پر کھلا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

جسے اپنے بستر پہ آئے سُلا کر
فلک پر یہ دیکھا محمدؐ نے آ کر
وہاں جو علیؑ تھا یہاں وہ خدا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

بہت دور سے مل کے یہ سوچتا ہے
یہ دل نور سے مل کے یہ سوچتا ہے
خدا سے ملا یا علیؑ سے ملا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

یہ کعبے کی دیوار میں در بنا کے
گھر اپنا سمجھ کر یہ گھر میں خدا کے
خدا تو نہیں ہے یہ کون آرہا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

فقط مست ہو کر قصیدہ سناتا
نُصیری اس سے پردہ نہ ہرگز اٹھاتا
یہ کس کا قلم ہے کس کی صدا ہے
یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا ہے

"مِلا ہے سجدے میں"

یہ کون سجدہ کسے کر رہا ہے سجدے میں
کسی کا بندہ کسی کا خدا ہے سجدے میں

وہ ہے نماز میں یا اُس کو پڑھ رہی ہے نماز
خدا نما ہے کہ بندہ نما ہے سجدے میں

یہ ہے دو طرفہ تقاضائے سجدۂ تعظیم
علیؑ ہیں سجدے میں یاں واں خدا ہے سجدے میں

ہے کون ساجد و مسجود و عابد و معبود
خدا و بندہ تو گُم ہو گیا ہے سجدے میں

قسم خدا کی علیؑ سے مِلا اسی کو خدا
خدا سے جس کو علیؑ مِل گیا ہے سجدے میں

Musshaff

Vol-2



MIR AHMAD NAVAID .com